

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, January 25, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House)

Islamabad, at thirty five minutes past four in the evening with Mr.

Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم

بسم الله الرحمن الرحيم

یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا اباہم و اخوانکم اولیا ان استحبوا الکفر
علی الایمان و من یتولہم منکم فاولیک ہم الظالمون قل ان کان
اباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال
اقترفتہا و تجارتہ تخشون کسادہا و مسکن ترضونها احب
الیکم من اللہ و رسولہ و جہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یتی اللہ
بامرہ و اللہ لایہدی القوم الفسقین۔

ترجمہ۔۔ اے اہل ایمان اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے
مقابل کفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو۔ اور جو ان سے دوستی

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, January 25, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House)

Islamabad, at thirty five minutes past four in the evening with Mr.

Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم

بسم الله الرحمن الرحيم

یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا اباہم و اخوانکم اولیا ان استحبوا الکفر
علی الایمان و من یتولہم منکم فاولیک ہم الظالمون قل ان کان
اباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال
اقترفتہا و تجارتہ تخشون کسادہا و مسکن ترضونها احب
الیکم من اللہ و رسولہ و جہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یتی اللہ
بامرہ و اللہ لایہدی القوم الفسقین۔

ترجمہ۔۔ اے اہل ایمان اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے
مقابل کفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو۔ اور جو ان سے دوستی

رکھیں گے وہ ظالم ہیں۔ کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کہاتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھیرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

(سورہ توبہ آیات ۲۳ تا ۲۴)

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین، جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ Now, we take

questions. Question No. 4.

سینیئر احمد علی، پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! گزارش ہے کہ سینیئر حضرات تین سوال کریں، تین ضمنی سوال سے زیادہ کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ پورا lecture ہوتا ہے، پوری کہانی ہوتی ہے اور دوسروں کے سوال رہ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین، Maximum 3 supplementary ہیں اور تین ہی ہوں گے اور

روزی نہیں کہ تین ہوں۔ اس کے بعد questions should be brief and answers

should also be brief. It is not a discussion forum.

سینیئر احمد علی، جناب والا! آج ذرا آپ پھر ہاؤس سے کہہ دیں کہ ایسا نہ کریں۔

جناب چیئرمین، نہیں 3 I think, there is a good cooperation that

maximum supplementaries plus comments should be kept minimum تاکہ

answer بھی چھوٹے ہوں۔

Senator Ahmad Ali: Thank you sir.

Mr. Chairman: Q No.4, Dr. Muhammad Ismail Buledi.

4. *Dr. Muhammad Ismail Buledi (Notice received on 28-11-2006 at 14.53 p.m.)

Will the Minister for Defence be pleased to state:

- (a) *whether it is a fact that land has been purchased for a new airport at Gawadar, if so, the amount spent on it; and*
(b) *the time by which the said airport will be constructed?*

Rao Sikandar Iqbal: (a) The Federal Government has released funds amounting to Rs. 1050 million to Military Estate Officer (MEO) Quetta for acquisition of land measuring 6500 acres for the Development of New International Airport at Gwadar.

(b) The construction of New Gwadar International Airport (NGIA) will be completed in 02 years from the start of work which is expected to commence in 2007.

سینیئر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی، جناب والا! متعلقہ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں۔
جناب چیئرمین، ایک منٹ دیکھ لیتے ہیں، ہو سکتا ہے کسی اور وزیر صاحب کو انہوں نے جواب دینے کے لیے کہا ہو۔
ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)، جناب والا! ان کے سوال کا جواب میں دوں گا۔
سینیئر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی، جناب والا! ڈاکٹر شیر افگن صاحب ہر وزارت کے سوالات کا جواب دینے کے لیے اٹھتے ہیں۔ تمام Ministries ان کے حوالے کریں، یہ ایک دن کا کام نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Buledi Sahib, he is Minister for Parliamentary Affairs.

پارلیمانی امور یہی دیکھیں گے۔ جواب سن لیں۔ اس کے بعد دیکھیں گے۔
سینیئر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی، جناب والا! یہ بہت اہم سوال ہے۔ گزشتہ چار پانچ سال سے گوادر Airport تھپکا رہا ہے، باہر سے لوگ آتے ہیں، جب دیکھتے ہیں کہ یہاں کوئی Airport نہیں ہے، کوئی ترقی نہیں ہوئی تو سرمایہ کار واپس چلے جاتے ہیں۔ جناب والا! انہوں نے کہا ہے کہ ایک ارب پچاس کروڑ روپے Military Estate Officer کو دیے ہیں۔

کب تک یہ زمین خریدی جانے لگی۔ وہاں پر لوگوں کی زمینوں پر زبردستی قبضہ کیا جا رہا ہے۔ یہ Military Estate Officer کون ہے اور کب تک یہ Airport شروع کیا جانے گا۔

جناب چیئرمین، آپ وہی سوال پھر دہرا رہے ہیں۔ انہوں نے آگے جواب دے دیا ہے کہ دو سال میں شروع ہوگا starting in 2007-2009 میں انشاء اللہ تیار ہو جائے گا۔ آپ نے کہا ہے کہ کیا یہ پیسے release ہو گئے ہیں، کیا زمین acquisition ہوئی یا اس پر قبضہ ہے وہ جواب سن لیں۔

ڈاکٹر شیراگلن خان نیازی، جناب چیئرمین! یہ جو 6500 ایکڑ زمین انرپورٹ کے لیے purchase ہو چکی ہے اور اس کے جو پیسے ہیں 1050 ملین روپے ٹرانسفر ہو چکے ہیں۔ یہ جس کو Military Estate Officer سمجھتے ہیں وہ مٹری آفیسر نہیں ہے وہ civil servant ہے وفاقی حکومت کے ماتحت ہے یہ military authority کے ماتحت نہیں ہے۔ اس لیے میں یہ clarification کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں یہ خیال ہے کہ شاید فوج کا کوئی افسر ہو، یہ وفاقی حکومت کا بندہ ہے جس کو پیسے دینے گئے تھے who transferred that money to those people from whom the land was purchased.

جناب چیئرمین، یہ کہہ رہے ہیں کہ کچھ لوگ زمین پر قبضہ کر رہے ہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیراگلن خان نیازی، کوئی قبضہ وغیرہ نہیں کیا۔ یہ باتیں بنانے میں ماہر ہے بلکہ اس کے دماغ میں قبضہ ہی قبضہ ہے۔ یہ جو بھی باتیں کرتا ہے عجیب و غریب کرتا ہے۔ جناب چیئرمین، آپ نے جواب سن لیا۔ جی مالک صاحب۔

سینیئر ڈاکٹر عبدالملک، جناب چیئرمین! میں چونکہ اس علاقے سے concerned ہوں، میں Minister صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ آپ کو معلومات دی گئی ہیں یہ بالکل غلط ہیں۔ کسی کو ایک چوٹی نہیں دی گئی۔ وہاں چار موضعات پستی کے اور آٹھ سے دس موضعات گوادر کے ہیں جہاں انرپورٹ کے نام پر ان پر قبضہ کیا گیا ہے جو کہ لوگوں کی وراثت تھی اس کو ختم کیا گیا ہے۔ آپ کو غلط brief کیا گیا ہے کہ یہ land purchase کی

گنی ہے۔ جناب چیئرمین! میرے پاس documents پڑے ہوئے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ جو زمیندار ایسوسی ایشن ہے اس نے clear cut ڈی سی او کے حوالے سے جو representation دی ہے کہ ہماری زمینوں پر زبردستی قبضہ کیا گیا ہے۔ یہ صرف کتابوں میں ہے کہ ہم نے ایک ارب روپیہ دیا ہے۔ ایک چوٹی بھی کسی کو نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین، جی نیازی صاحب۔

ڈاکٹر شیرانگل خان نیازی، جناب چیئرمین! مجھے یہ سب کچھ وزارت دفاع والوں نے لکھ کر دیا ہے کہ یہ صورت حال ہے اور یہ ساری چیز ہے جو میں نے یہاں بیان کی ہے۔ اگر ویسے زبردستی قبضہ یہ عجیب و غریب سا لگتا ہے۔ گوادر کی زمین کے بارے میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے suo motu نوٹس بھی لیا ہے اور انہوں نے تمام ریکارڈ بھی طلب کیا ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہو جانے کا کہ آیا 6500 ایکڑ رقبہ جو گوادر میں بین الاقوامی ائروپورٹ بننا ہے اس کے لیے ہے۔ اگر یہ زمین چھینی گئی ہوگی تو that will come up before the Supreme Court and they will dig out اس وقت صاف ظاہر ہو جانے کا کہ یہ صورت حال غلط ہے۔ میرے point of view سے which the Defence Ministry 1050 million rupees have been اس میں has sent to me the whole record. Military Officer transferred for 6500 acre land اس کے لیے یہ جو کہا گیا تھا کہ یہ Civil servant ہے اور یہ کونسی Army کا functionary نہیں ہے۔ لہذا یہ civil servant ہے اور یہ کونسی Army کا functionary نہیں ہے۔ لہذا یہ genuinely پیسے transfer ہونے ہیں for the purchase of that land for International Airport of Gwader.

جناب چیئرمین، گلشن سعید صاحبہ۔ تشریف رکھیں - Gulshan Saeed Sahiba has the floor. گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید، جناب چیئرمین! یہ ہماری کمیٹی کا سوال ہے۔ آپ اور یہ دونوں میرے ممبر بھائی مطمئن نہیں ہیں تو یہ میری کمیٹی کو دے دیں، ہم گوادر جا بھی رہے ہیں وہاں پر ہم اس چیز کی تحقیقات گوادر اتھارٹی سے بھی کروالیں گے کہ کتنی زمین خریدی گئی اور

کیا یہ صحیح ہے۔

Mr. Chairman: It is up to the House.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! نہیں۔ یہ ہر چیز کمیٹی کی طرف ہی
جھجکتے ہیں۔ سوال کے اوپر discussion on the floor ہو سکتی ہے۔ it cannot be
referred to the Standing Committee.

جناب چیئرمین، اچھا تشریف رکھیے۔ مالک صاحب! میں ایسے کرتا ہوں۔ عبدالرحیم خان
صاحب! میری عرض سنیں اس میں اگر آپ کو جواب پر کوئی اعتراض ہے تو آپ مجھے لکھیں اور
ساتھ وہ ثبوت بھی دیں کہ نہیں ہوا یا غلط ہوا ہے۔ اس کو میں خود Assurance Committee
سے check کرا لوں گا۔ جی۔

سینیئر کامران مرتضیٰ، یہ بہت اچھا ہے کہ وہ ہمارے علم میں اضافہ کر رہے ہیں کہ
وہ military کا افسر نہیں ہے، وہ civil servant ہے، ہمیں پتا ہے جو وزیر صاحب نے فرمایا۔
سوال یہ تھا جس پر اس دن defer ہوا تھا کہ MEO, Quetta کا اس معاملے سے کیا تعلق ہے۔
اگر تو land acquire ہونی ہے تو پھر یہ پیسے collector کو جائیں اور اگر زمین ملکیت بنے گی
تو وہ CAA کی ملکیت بنے گی۔ لہذا پیسے یا تو CAA کو جانے چاہئیں یا پھر collector کو
جانے چاہئیں۔ ڈاکٹر صاحب بھی ٹھیک کہتے ہیں کہ زمینداروں کو ابھی تک کچھ نہیں ملا۔ سوال یہ
ہے کہ MEO, Quetta کا اس معاملے سے کیا تعلق ہے اس acquisition process سے یا
اس کی ملکیت سے، اس کو پیسے کیوں transfer کیے گئے۔

جناب چیئرمین، وہ acquisition کر کے Civil Aviation کو دے سکتا ہے۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب! ایک بات بڑی سیدھی سی ہے 'Civil

Aviation Authority airports بناتی ہے'

which is a part of the Defence Ministry, thereby it can easily be concluded
out of this thing that rightly the money was transferred to that MEO.

Senator Mian Raza Rah'jani (Leader of the Opposition): Sir, you would recall that that day, no I am sorry, you were not here but if you look at the record, that day the main bone of contention that was raised was that how is the MEO involved in this entire transaction? The Opposition had pointed it out, to what the honourable Minister is saying that CAA falls under the Ministry of Defence and therefore, the MEO also falls under the Ministry of Defence and therefore, it can be done. That day also we said that land that has been acquired for the new airport in Islamabad has been acquired by CAA on its own steen. The agreement is between CAA and the concerned party who owns land, number one.

Mr. Chairman: You mean, CAA has purchased the land directly.

Senator Mian Raza Rabbani: Yes, sir, CAA has purchased and this is the practice throughout. The inference that has to be drawn from the MEO, purchasing the land in Gwadar is that the Army is purchasing the land because the MEO is a Military Estate Officer. He deals with all procurements of land that are done by the Army. So, the inference is that this land is being purchased by the Army and at a subsequent time may be leased to the CAA but the question here arises that why is the Army purchasing land in Gwadar for an international airport? Why has not the CAA been allowed to do like it did in Lahore, like it did in Islamabad, like it did in Karachi. That was the reason why this question was deferred for today and a categorical assurance was given that the Minister for Defence will be present and he would give a

categorical answer to this and other questions.

The adjournment motion that was fixed on PIA in the last week was also deferred for this very reason that the Minister will come but he did not come. Again today the motion is fixed under 194 on PIA for the Defence Minister but the Defence Minister is again not coming. The point is, I would request that this Minister is not in a position to explain to the satisfaction of this House, therefore, the offer that has been made by the honourable Chairman of the Standing Committee that offer should be acceded to, this question should be referred because this is a very important question. You have two basic questions. Why is the Army acquiring the land for Gwadar Airport? And No. 2, is that compensation has not been paid. The Ministry of Defence says, "yes", the people on the ground say, "no". So, there is a wide discrepancy and that discrepancy can only be settled if there is a minute scrutiny and a minute scrutiny of the question can take place only before a Standing Committee and what Committee is more relevant than a Committee of the Senate because the Senate represents the interests of the federating units and undoubtedly Balochistan feels that it is being neglected and therefore, it is an important question. I would humbly request you to kindly have it referred to the Standing Committee to give its report in the next session.

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی، جناب والا! میری گزارش بھی سنیں۔ اب یہ لکھا ہوا

ہے، میں ساری چیز پڑھ کر سنا دیتا ہوں and everything will be cleared

"When different agencies approached Government of Pakistan for

acquiring land at Gwadar, the Government decided that there has to be one agency processing the cases to ensure transparency to avoid overlap of land being acquired and to safeguard the interests of state. Military lands and cantonment, an attached department of Ministry of Defence is responsible to process all land acquisition cases of the three services - Army, Navy and Air Force. Since new international airport facility at Gwadar was also to be co-located with the facilities being created for Air Force and Army Aviation and Civil Aviation Authority is also one of the organizations under the administrative control of Ministry of Defence, it was, therefore, decided that Military Land and Cantonment Department will acquire land for new Gwadar International Airport. An amount of rupees 1050 million was placed by the Ministry of Defence at the disposal of Military Estate Officer, Quetta directing him to credit the amount in his public fund account to meet the cost of land proposed to be acquired for new Gwadar International Airport for use by Civil Aviation Authority vide Ministry of Defence letter dated 18th May, 2006 (copy enclosed). The amount in question is a civil deposit and it is purely meant for procurement of land for new Gwadar International Airport. The same will be placed at the disposal of EDO (Revenue), Gwadar for disbursement among the legitimate land owners on completion of code formalities of the land proposed to be acquired for new Gwadar International Airport. It is further added that the MEO is a functionary of the Federal Government and is a civil servant and in no way a subordinate functionary of military authority and Gwadar Airport will be completed in 2009".

Mr. Chairman: Wasim sahib, we also need your input in this question regarding the Gwadar Airport. We like you also to give us your views.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I am very grateful to the honourable Minister because he has brought the entire or rather should I say, he has brought the cat out of the bag. If you go through the record of the last rota day on this question, the apprehension that we expressed at that time and which was mocked at that stage by the honourable Minister was that the other influence that is drawn by the MEO purchasing the land is that this is a military-cum-civil airport and if we were told that there is no such thing as the military-cum-civil airport, from the answer that the honourable Minister has just now read out, it has become abundantly clear that Gwadar International Airport is not purely a civil airport. It is a civil-military airport which is to be used by the Air Force and which is to be used by the Army Aviation and therefore, the land is being acquired by the Army and it is going to be the property of the Army. This is abundantly clear by the answer that he has given and this is the apprehension that we expressed at that time that this is yet another violation of the Mushahid Hussain report which had clearly stated that cantonments should not be made in Balochistan. Here, we have gone a step further. Here, we have got an airport which is being constructed, which is going to be a quasi airport of the armed forces and the civilian will also be allowed to use it. So, I think, now the picture is

abundantly clear, now, if you don't want to send it, fair enough.

(Interruption)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman, Peshawar airport, Islamabad airport, every airport has got civil aviation and military aircrafts are also landing and taking off for the safety of the people of Pakistan.

(Interruption)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Even, I can tell you, Mianwali airbase, Sargodha airbase.....

(Interruption)

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, Mianwali and Sargodha are essentially army base.

(Interruption)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman, Peshawar airport, Islamabad airport every airport has got civil aviation and military aircrafts are also landing and taking off for the safety of the people of Pakistan. Even...

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, the ownership of the land is with the civil aviation. They have the ownership of the land...

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mianwali airbase, Sargodha airbase is...

Senator Mian Raza Rabbani: Mianwali is essentially an army airport. Mianwali and Sargodha are essentially army... Sargodha is essentially airbase. It is an airbase. Mr. Chairman, it is an airbase.

(Interruption)

جناب چیئرمین، تشریف رکھیے
ڈاکٹر شیر افغان خان نیازی، سرگودھا airbase ہے، میانوالی ہے، ان پر civil
aircrafts آتے جاتے رستے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، تشریف رکھیے - We have spent a lot of time on this
question. Now let us move on. I will tell you....

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی، پھر آپ کو تسلیم کرنے میں کیا حرج ہے کہ یہ فوجی اڈا
ہے۔ یہ فوجی اڈا ہے اس کو تسلیم کر لیں۔

ڈاکٹر شیر افغان خان نیازی، فوجی اڈا کیا ہے۔ آپ کو اس سے کیا [xxx] اگر
international...

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, look at the language he
used. Sir, look at the language he used.

(Interruption)

جناب چیئرمین، نہیں، دیکھیں، let us keep the parliamentary language.

Any other should be expunged.

سینیٹر میاں رضا ربانی، میں نے بھی اگر ایسی زبان استعمال کی پھر ---

(مداخلت)

جناب چیئرمین، دونوں چیزیں ہو سکتی ہیں... but let us make it clear...

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Why he is negating that army
should not use it.

+ [xxx] words expunged by the orders of the Chairman

جناب چیئرمین، Question میں جو ہوتا ہے، ان کا point ہے کہ پارلیمنٹ میں

it should be given a clear cut answer without any ambiguity. Whatever situation should be

مالک صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیے، بہت زیادہ وقت ہو گیا ہے۔ Will the Members

you had please sit down and hear me out now. مالک صاحب! تشریف رکھیے،

already spoken اب تین سے زیادہ سلیمنٹری ہو گئے ہیں، اس میں بہت time چلا گیا ہے۔

مالک صاحب! تشریف رکھیے۔ ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھیے you don't have the floor yet.

تشریف رکھیے۔ اس میں ایک point ہے کہ acquire ہو رہا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ اس کے

rules کیا ہیں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ کا point ہے کہ لوگوں کو اس کے پیسے نہیں مل رہے۔

سینیئر ڈاکٹر عبدالمالک، میرا point یہ نہیں ہے، مجھے آپ سنیں تو۔

جناب چیئرمین، آپ نے پہلے تو یہ کہا ہے۔ میں اب کتنا سنوں گا، سلیمنٹری ایک

ہوتا ہے۔

سینیئر ڈاکٹر عبدالمالک، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ڈیڑھ لاکھ ایکڑ زمین پر چھاؤنی، انٹروٹ

اور Chinese کے لیے refinery بنی ہے۔ بلوچستان میں land reforms لانے گئے ہیں کہ

کسی کو 32 ایکڑ سے زیادہ زمین نہیں ملے گی۔ میرے پاس Notification موجود ہے۔ اگر

کسی کی وراثت میں کوئی۔۔۔

جناب چیئرمین، آپ ایسا کریں، جیسا کہ میں نے پہلے کہا۔۔۔

سینیئر ڈاکٹر عبدالمالک، جناب! آپ سنیں نا۔ اگر آپ مجھے پھوڑ دیں گے، میں اس

کو dilate کر لوں گا، اس کو پتا نہیں ہے، میں اس علاقے کا آدمی ہوں۔ وہاں پونے دو لاکھ ایکڑ

زمین ہے جس پر گورنمنٹ قبضہ کرنا چاہ رہی ہے۔

جناب چیئرمین، میں آپ سے یہی عرض کر رہا ہوں کہ آپ جو Notification کہہ

رہے ہیں، سارا لکھ کر بھیج دیں۔ آپ کو یہ سارا check کرا دیں گے۔ If the House is still

load کا item committee کو refer کیا تو ان کا not satisfied, then it can always...

بڑھ جائے گا۔ That is my point آپ مجھے سارا کچھ کر بھیج دیں، Notification بھی دے

دیں کیونکہ Provincial Government بھی involve ہے۔ We will now go on to

question No. 8. Mr. Ilyas Ahmed Bilour. Anyone on his behalf. بجرنی جی

صاحب۔ بلیدی صاحب تشریف رکھیے۔ Mr. Bangulzai. ہر سوال جو ہم کریں گے، check کریں گے، آپ کو، House کو ہم بتائیں گے کیونکہ اس میں ہر چیز آگے جانے لگی۔

Mr. Bangulzai, question No.8.

8. *Mr. Ilyas Ahmed Bilour (Notice received on 28-11-2006 at 14.55 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state the steps taken by the Government to control the crime of gang rape in the country?

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: The government has taken a number of steps to control the crime of gang rape in the country. To deal with this issue

effectively, the government is working with all the stakeholders as well as using electronic and print media to create awareness in the society about the issues.

To provide adequate law enforcement response to cases of gang rape. Ministry of Interior has issued detailed instructions to the provincial governments on how to deal with the crime and to make sure that perpetrators of such offences are properly dealt with. The steps taken to deal with the crime of gang rape include:

- (1) The Government has passed laws criminalizing honour killings and various other discriminatory practices against women. Under Women Protection Act 2006 rape has been declared a separate offence under Pakistan Penal code and the punishment provided for the offence is death or imprisonment of either description for a term which shall not be less than ten years.
- (2) In order to effectively deal with the cases of violence against women in general and cases of gang rape in particular, the Government has established a Gender Crime Cell (GCC) in the National Police Bureau, Ministry of Interior. The Cell monitors adequate law enforcement response to gender-based violence and the cases of rape, gang rape, abduction, kidnapping, cases of child marriages and incidents of using children especially the girl child to settle disputes (Wanni) etc.

The Cell proactively acts on the news published in the newspapers or on applications from the victims directly or cases referred to it by the Ministry of Interior or Ministry of Women Development or NGOs. From April 2006 to December 2006 the Cell dealt with 33 cases of gang rape. In such cases the Cell monitored police response from registration to prosecution stage as well provision of security to victims of such crime.

- (3) On the training side, special emphasis is being given to sensitize police officers on human rights issues. The subject of violence against women has been included in a one-week module being taught to ASsP (UT). The National Police Academy has prepared a module on attitudinal change for police officers of which gender-based violence is a part of. The module has been designed for three tiers of police training *i.e.* the National Police Academy, Police Training Colleges and Police Training Schools. The topics discussed in the module include:
 - Human rights and its protection.
 - Introduction to gender justice and gender socialization and its effects.
 - Violence against women and children Prisoner's rights.
- (4) Due to vulnerable situation of women victims of violence, it was felt necessary that separate Complaint Cells be set up in the Police Stations, where women could go to report their cases. A round the clock reporting centre for women has been set up in Islamabad and a women police officer has been posted there to register the FIRs. The Provincial Home Departments have been asked to replicate and establish similar model reporting and complaint rooms. So far the experience has been replicated in the Sindh province, where three such centers have been established.
- (5) The Government accords highest priority to cases of violence against women, which is evident by the fact that the Government has appointed Director General National Police Bureau as National Focal Person on Violence against Women.
- (6) In addition, the Government is taking a number of other remedial measures including:

- In crimes involving females, there will be, at least, one female police-investigating officer.
- Inspectors General of Police will make special efforts to recruit women police to ensure reasonable representation of women in police force.
- Increased representation of women at Magisterial, High Court and Supreme Court levels.
- More women in prosecution side of police for a better follow-up of gender-based crimes.
- Wherever possible all crimes against women to be marked/ allocated to women judges/magistrates as a first priority.

(7) To help victims of gang rape and other types of violence, the government has set up women centers in 12 cities and more are being set up. These centers have been designed to provide shelter, free legal aid, medical relief and legal and psychosocial counseling services to women victims of violence.

سینیئر لیاقت علی بنگرئی، جناب چیئرمین! شکریہ۔ سوال پوچھا گیا ہے کہ کیا وزیر برائے داخلہ بیان فرمائیں گے کہ ملک میں اجتماعی آبرو ریزی کے جرم پر قابو پانے کے لیے حکومت نے کیا اقدامات کیے ہیں۔ یہ ایک طویل جواب ہے جو کہ سات اجزاء پر مشتمل ہے، میں اس کو مختصر کرتے ہوئے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے gang rape کے حوالے سے جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ یقیناً۔۔۔

جناب چیئرمین، بنگرئی صاحب! ذرا مختصر رکھیں تاکہ اس کا پھر۔۔۔ آپ کا سوال کیا

ہے؟

سینیئر لیاقت علی بنگرئی، جناب چیئرمین! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سب کے باوجود اگر اسی سوال کو، غیر نشاندہ سوالات کے جواب میں ہمیں ایک جواب موصول ہوا ہے۔۔۔ جناب چیئرمین، بڑا تفصیلی اور طویل جواب ہے۔

سینیئر لیاقت علی بنگرئی، یہ جناب! اس میں لکھا ہوا ہے کہ دو لاکھ اکیالیس ہزار نو سو بیالیس افراد اس وقت گرفتار اور جیلوں میں ہیں۔۔۔ یہ نشاندہ سوال نمبر ۸ ہے۔ دوسرا

غیر نشاندار سوال نمبر ۷ ہے۔ ان دونوں کے جوابات کو پڑھ کر عجیب صورتحال بنتی ہے۔ ایک طرف اقدامات جاتے ہیں اور دوسری طرف اتنی بڑی تعداد جرائم کی بتا رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جرائم کیوں بڑھ رہے ہیں اور اس میں کمی کے لیے کیوں عمل درآمد نہیں ہوتا؟

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ (وزیر مکت برائے امور داخلہ)، اگر زیادہ cases ہوئے ہیں تو حکومت کی یہ کوشش ہے کہ جرائم کو روکنے کے لیے -----

(مداہلت)

سینیئر لیاق علی بھگت، یہ سوال نمبر ۷ ہے غیر نشاندار سوال اور ان کے جوابات۔۔۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب چیئرمین! یہ کون سے سوال کی بات کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین، غیر نشاندار سوال نمبر ۷ کا جو جواب تحریر کیا گیا ہے اس کے جواب کو اس سے relate کر کے کہہ رہے ہیں۔ اس میں یہ اعداد و شمار دیے گئے ہیں۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، وہ تو جناب! total crimes کا ہے۔

جناب چیئرمین، وہ تو اعداد و شمار ہیں اور یہاں آپ نے steps کیا لیے ہیں کا پوچھا ہے اس میں آپ کوئی ضمنی پوچھ لیں کہ کیا implement ہو رہا ہے یا کوئی اضافی کچھ ہو رہا ہے۔ مزید کوئی آپ احکامات چاہتے ہیں۔

سینیئر لیاق علی بھگت، جناب چیئرمین! میرا سوال بالکل واضح ہے کہ انہوں نے جو اقدامات اٹھانے ہیں وہ اٹھا رہے ہیں، پتا نہیں کیسے اٹھا رہے ہیں لیکن جرائم کی رفتار ہر سال آپ دیکھیں جی کہ سال وار بڑھ رہے ہیں۔ جیلوں میں خواتین کی تعداد۔۔۔

جناب چیئرمین، وڑائچ صاحب! ان کا پوائنٹ ہے کہ جو بھی آپ اقدام لے رہے ہیں ٹھیک ہے کر رہے ہیں یا کر رہے ہوں گے لیکن اس میں پھر بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ وہ اس کو اس سے relate کر کے بیان کر رہے ہیں۔ آپ کا اس میں کیا تبصرہ ہے؟

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب! اس میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ کسی سوسائٹی میں بھی جرائم کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ اس حکومت نے پچھلے سالوں میں انتہائی سنجیدگی کے ساتھ women کے سلسلے میں بڑے اہم steps لیے ہیں جو

کہ ہم نے جواب کی شکل میں بھی دے دیے ہیں۔ مزید یہ کہ ہم نے خصوصی طور پر ایک monitoring cell بنایا ہے کہ جہاں اگر اخبار میں خبر آ جائے اور case registered نہ بھی ہو تو ہم اسے monitor کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ FIR درج کرانی جائے۔ لہذا ہم پوری اس سلسلے میں کوشش کر رہے ہیں۔

جناب چیئر مین، پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئر مین! انہوں نے جواب میں یہ بات کہی ہے۔

"To provide adequate law enforcement response to cases of gang rapes, Ministry of Interior has issued detailed instructions to the Provincial Governments on how to deal with the crime and to make sure that the perpetrators of such offences are properly dealt with."

میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ کتنے مہمان کے خلاف gang rape case کو عدالت کی سطح پر ثابت کیا گیا ہے جن کو قرار واقعی سزا ملی ہو؟

چوہدری ظفر اقبال ورائج، جناب چیئر مین! ہم نے صوبائی حکومتوں کو general instructions بھی دی ہیں اور ان سے meeting کر کے بھی انہیں serious steps لینے کے لیے کہا گیا ہے۔ جہاں تک cases کی figure بیان کرنے کا ہے تو یہ نیا سوال دے دیں تو ساری معلومات دے دیں گے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، کیا یہ بتایا جاسکتا ہے کہ اس وقت ملک میں gang rape کے کسی مہم کو سزا ملی ہے؟

جناب چیئر مین، جی ورائج صاحب۔

چوہدری ظفر اقبال ورائج، یہ courts کا کام ہے اگر آپ چاہیں گے تو ہم وہاں سے معلومات اکٹھی کر کے اس کا جواب دے سکتے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئر مین! میرا سوال تو واقعات سے ہے،

یہ کام تو یقیناً کورٹس کا ہے لیکن کورٹ کے اندر جرم ثابت کرنا -----

جناب چیئرمین، وقفہ سوالات مختصر ہوتا ہے۔ اگر غلط ہے تو اسی پر کر لیں، اسی سے related case ہے تو یہ اعداد و شمار جو نہیں ہیں تو اس میں وزارت انصاف بھی آ جاتی ہے شاید اس کی وساطت ان کو جانا پڑے تو وہ آپ لکھ دیں یا پہلے آپ سوال کی wording ایسی کر دیا کریں تاکہ وہ سارا کچھ آجایا کرے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! میں تعداد نہیں واقعات پوچھ رہا ہوں کہ کیا اس ملک کے اندر حکومت میں اتنی بیداری ہے۔ جرم تو ہو رہے ہیں۔ پریس میں رپورٹ بھی ہو رہے ہیں۔ حکومت اتنی بیدار ہے کہ مجرموں کو قرار واقعی سزا عدالتوں کے ذریعے دلوا سکتی ہے؟

Mr. Chairman: i will now go to question No. 12 Mrs. Kalsoom Perveen.

12. *Mrs. Kalsoom Perveen: (Notice received on 28-11-2006 at 15.05 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state the steps taken/being taken by the Government against illegal Housing Societies in ICT?

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: There are 45 registered Cooperative Housing Societies in Islamabad. Their functioning is being monitored by the Registrar, Cooperative Societies/Deputy Commissioner, ICT under the provisions of Cooperative Societies Act 1925 and Rules, 1927. No non-registered, illegal Cooperative Housing Society is operating in ICT.

In case any unauthorized housing scheme comes in the notice of CDA, it immediately inserts public notice cautioning and warning the general public not to indulge in sale and purchase of plots in the said unauthorized housing society/scheme.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر کٹوم پروین، جناب چیئرمین! میں ایک بات کی وضاحت کر دوں کہ وزیر موصوف کی قدرتی طور پر میں دل سے قدر اور احترام کرتی ہوں۔ مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہاں جو جواب دیا گیا ہے وہ ایسا توڑ مروڑ کر دیا ہے اور اتنا اس میں جھوٹ ہے کہ اب مجھے کہتے

ہوئے شرم آتی ہے کہ ہم حکومت کے بندے ہیں اور یہ اپنے ہی لوگوں کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کریں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ 47 societies اسلام آباد میں registered ہیں۔ جناب! میں نے تو registered societies کا پوچھا ہی نہیں تھا، میں نے تو کہا کہ غیر قانونی societies اگر registered ہیں تو ان کے نام کہاں ہیں۔ کیا ان societies نے لوگوں کو پلاٹ دے دیے ہیں؟ کیا لوگوں نے جو پیسے خرچ کیے تھے وہ پیسے ان کو واپس مل گئے ہیں؟ کیا ان سوسائٹیوں نے گھر بنا دیے ہیں؟ جناب! ان 47 میں سے صرف 6 سوسائٹیاں ان کا شاید ایک ایک سیکڑی complete ہوا ہے یا نہیں، انہوں نے لوگوں کو پلاٹ دیے ہیں۔ ہم ایک عام بندے کی بات نہیں کرتے، اس سینٹ میں بیٹھے ہوئے 100 لوگ ہیں، ان میں سے بھی میرے خیال میں 80,90 لوگ ان معاذین میں سے ہوں گے کہ جنہوں نے یہ پلاٹ لیے اور آج تک اس پلاٹ کا کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ جناب! انہوں نے جس طریقے سے جواب دیا ہے میں ان کی وضاحت نہیں سنوں گی، میں ان کا regard کرتی ہوں۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا اور آپ کا بہت شکریہ کہ آپ اس کو defer کر کے دوبارہ لانے، اس کو کمینٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ ہم وہاں detail سے خود بات کر سکیں۔ ہم بھی انہی معاذین میں سے ہیں۔

جناب چیئرمین، جواب تو ہے کہ no non-registered, illegal cooperative

housing society is operating in ICT.

سینیٹر کلثوم پروین، جناب چیئرمین! انہوں نے جواب تو دیا لیکن سننے والی کوئی بات ہی نہیں ہے، کوئی ریکارڈ نہیں ہے، کہاں 47 سوسائٹیوں کو registered کیا گیا۔ جناب چیئرمین، منسلک صاحب کو سن لیں۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب چیئرمین! میں تھوڑا سا confusion دور کر دوں

کہ میری بہن اس سلسلے میں confuse کر رہی ہیں کہ ایک وہ Cooperative Housing Society جو کہ ICT کے تحت ہے، ایک وہ ہیں جو Security and Exchange Commission کے تحت ہیں، یہ ان کی بات کر رہی ہیں، وہ بالکل مختلف ہے۔ Security and Exchange Commission والے firms اور کمپنی register کرتے ہیں۔ اگر فراڈ ہوئے ہیں،

اگر گزبزی ہے تو ان کہنیوں نے کی ہے۔ میں آپ کا یہ confusion دور کر دوں اور میں سچ کہہ رہا ہوں۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب چیئرمین! مجھے ان کے سچ پر کوئی اعتراض نہیں ہے، اگر کوئی دوسری سوسائٹی یا کوئی دوسرا ادارہ registered کرتا ہے تو ممبر ہمیں اسی ادارے کی بات کرنی چاہیے کہ جو آج تک ہم پلاٹ نہیں لے سکے۔ ایک عام بندے کو تو پھوڑیں، ہم لوگ پلاٹ نہیں لے سکے، ہائی لوگوں کا ہم آپ سے کیا ذکر کریں۔

جناب چیئرمین، وہ پھر آپ سوال اس طرح کر دیں۔

سینیٹر کلثوم پروین، میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کو Law and Justice میں دیا جائے تاکہ ہم خود satisfy ہوں اور خود کام کر سکیں۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب والا! Security Exchange Commission Interior Ministry کے تحت نہیں آتا۔

جناب چیئرمین، جی پری گل آغا صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل، شکریہ جناب چیئرمین۔ جس طرح میری بہن کلثوم پروین نے کہا کہ بندے کو سچ بولنا چاہیے کیونکہ یہاں پر ایسی societies ہیں جو کہ لوگوں سے پورے پیسے وغیرہ لے کر روٹ کر ہو جاتی ہیں۔ میرے خیال میں ہمارے کالنی Senators ایسے ہیں اور ہماری یہاں سینیٹ کی بھی ایک Housing Society بنی ہوئی ہے، اس میں بھی ہمارے سینیٹر حضرات نے پیسے دیے، اس کا بھی آج تک پتا نہیں ہے کہ کیا ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو question پوچھا جاتا ہے، منظر صاب کو چاہیے کہ وہ جواب دیں مگر یہ سوال کچھ اور پوچھا گیا ہے اور انہوں نے اس کا جواب کچھ اور دیا ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں جواب تو دیا ہے، گھما no non-registered وہ تو انہوں نے اٹھائی بنا دیا لیکن جو سن ہے اس کا تو جواب ٹھیک ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، یہ جو لوگوں کو لوٹ کر ان سے پیسے لے کر چلے جاتے ہیں، تو جناب چیئرمین صاحب ایسے لوگوں کو کیوں پھوڑتے ہیں۔ یہ بہت غلط بات ہے، میرے خیال

میں یہاں بھی سنے Senators بیٹھے ہوئے ہیں، اس میں کافی Senators نے پیسے جمع کروائے ہیں۔

جناب چیئرمین، اس میں لوگوں کی خود احتیاط کا بھی جزو ہوتا ہے، خود بھی احتیاط رکھیں۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! جن Senators نے پیسے دیئے ہیں اور میرے خیال میں لاکھ لاکھ روپے دیئے ہیں۔ کتنے کتنے دیئے ہیں، بولیں نا۔
(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، ساڑھے تین لاکھ روپے دیئے ہیں اور کچھ نے پانچ لاکھ دیئے ہیں۔ جناب! جب Senators کے ساتھ یہ زیادتی یا فراڈ ہوتا ہے اور سینیٹ کے چاروں اطراف یہ فراڈ چل رہا ہے تو باہر کیا ہو گا۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ انہوں نے Senators کو بھی لوما ہے، مھوڑا ہی نہیں جو کہ غائب ہے ہیں یعنی صوبے کے MPAs ان کو غائبہ بنا کر یہاں وفاق میں بھیجتے ہیں اور ان کے ساتھ اتنا بڑا فراڈ ہوا ہے۔ میں آپ سے ایک درخواست کروں گی کہ آپ اس کو فوری طور پر ایک کمیٹی کو refer کریں تاکہ اس کا معاملہ حل ہو۔ تین سال ہو گئے ہیں ابھی تک یہ معاملہ وہیں پر ہے۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب چیئرمین! میں نیشنل اسمبلی کا ممبر ہونے کے ناتے جانتا ہوں اور میں ان کے دکھ میں شریک ہوں کہ کچھ companies and firms نے یہاں گزبڑ کی ہے لیکن ان کا تعلق قطعاً Interior Ministry سے نہیں ہے اور نہ ہی Interior Ministry نے انہیں register کیا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب میری بات سنیں، منسٹر کے پیسے نہیں گئے ہیں اسی لیے منسٹر بول رہا ہے۔ غربوں کے پیسے گئے ہیں، لوگوں نے اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر پیسے دیئے ہیں۔ آپ اس کو کمیٹی کو refer کریں۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، آپ متعلقہ منسٹری کے متعلق سوال کریں، میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔

جناب چیئرمین، جی گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید، جناب! میرا خیال ہے کہ اس کو Law and Justice کی Committee کے حوالے کریں۔ بات یہ ہے کہ میں Interior Committee کی Member ہوں جب اس کا Chairman تھا تو ہم نے CDA کے Chairman کو یہ بات کہی تھی کہ جب تک کسی کے پاس 1000 کنال جگہ نہ ہو، آپ اس کو NOC نہ دیں۔ انہوں نے ابھی بھی ساڑھے تین سو سے چار سو رکھا ہوا ہے اور یہ shelter دے رہے ہیں، protection دے رہے ہیں، ان لوگوں کو جنہوں نے سوسائٹیاں نہیں بنائیں، وہ لوگوں کو NOC دکھا کر، لوگوں سے پیسے بنور کر بھاگ جاتے ہیں۔ میرے سامنے National Assembly کی society کا معاملہ ہے، میں نے فیصد کیا تھا، وہ جگہ اڑھائی ہزار کنال تھی، آج وہ لوگ ساری بیچ کر کھا گئے ہیں۔ کون کھا گئے ہیں؟ اس کی بھی investigation کی جائے، میں نے خود فیصد کروایا تھا، election کروا کے، Commissioner اسلام آباد سے واپس دلائی تھی، وہ اڑھائی ہزار کنال غائب ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ جو Parliamentarians Enclave کے نام سے بنی تھی، اس پر ہمارا پیہ ضائع ہوا ہے۔ ابھی جو Senate Avenue ہے، اس کا بھی یہی حال ہے۔ جناب والا! ہم Senate Avenue کے نام سے یہ society بننے ہی نہیں دیں گے۔ کھڑے ہو جاؤ، کھڑے ہو جاؤ۔

جناب چیئرمین، میں اس سلسلے میں وسیم صاحب سے بات کر لیتا ہوں۔ ذرا ایک منٹ، وسیم صاحب Security Exchange Commission کا بھی کہہ رہے ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید، جناب والا! Newcity کے نام سے بھی ہے، اس کا بھی بتایا جائے، وہ کدھر ہے؟

جناب چیئرمین، ذرا سن لیں، تشریف رکھیں، میں آپ ہی کی بات کر رہا ہوں، آپ ہی کے issue کی بات کر رہا ہوں۔ جی وسیم صاحب! کچھ Interior کا ہے، کچھ Security Exchange Commission کا ہے۔ Generally members کی یہ feeling ہے کہ housing schemes are not being monitored properly.

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): What schemes

sir?

Mr. Chairman: Housing schemes.

Senator Wasim Sajjad: Housing schemes, Ok.

Mr. Chairman: How can the public interest protected?

کی committee کو دینا ہے یا Cooperative how would you feel is the best. development schemes, real estate schemes and other housing, development schemes, real estate development schemes جو ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب! دیکھیں ہماری committees کا structure یہ ہے کہ committees کے پاس معاملہ آنے، وہ suo motu action بھی لے سکتے ہیں، اگر کوئی member اس معاملے کو committee میں اٹھانے تو جو committee کا chairman ہو گا، وہ اس کو take up کر سکتا ہے۔

جناب چیئرمین، یہ معاملہ کس committee کو دیا جائے؟
سینیٹر وسیم سجاد، جناب! یہ سوالات ہیں اور ہر سوال کو یا ہر دوسرے، تیسرے سوال کی request ہوتی ہے کہ یہ committee کے حوالے کر دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، میرا بھی یہی point ہے کہ یہ سوال، جواب ہیں، آپ کے پاس اور options ہیں، وہ آپ کے پاس رستے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد، سوال، جواب کا مقصد اور ہوتا ہے، committee میں لانا ہے تو procedure یہ ہو گا کہ committee کے chairman سے کہیں۔

جناب چیئرمین، آپ ایسے کریں....

(مداخلت)

جناب چیئرمین، دیکھیں، میری عرض سن لیں، میں آپ کو ایک procedure بتا

دوں گا۔ آپ مجھے ویسے کہ دیں، میں committee کو mark کر دوں گا، وہ suo motu action

بھی لے سکتے ہیں لیکن یہ جو سوال ہے، اس کا جواب دے دیا ہے۔ ویسے اگر آپ کمیٹی میں لے جانا چاہتے ہیں جو issue discuss کر رہے ہیں، وہ اس سے ہٹ کر ہے۔ وہ صرف Interior کا نہیں ہے۔

سینیٹر گلشن سعید، جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ ہمیں پیسوں کی بھی پرواہ نہیں ہے، ہمیں اس ادارے کی عزت کی پرواہ ہے۔ یہ جو Senate Avenue کے نام سے سوسائٹی بنی ہے، چار سو کنال پر NOC لے کر، یہ society کبھی بن ہی نہیں سکتی، نہ ان کے پاس زمین ہے، نہ بنے گی۔ اسی طرح Parliamentarians Enclave کے ساتھ ہوا۔ جناب والا! یہ employees باہر جا کر بتائیں، Senate کا نام بٹا دیں۔ میں وزیر موصوف سے کہوں گی کہ یہ CDA کو بتائیں کہ جس کے پاس بارہ سو کنال سے کم زمین ہو، اس کو NOC بالکل نہ دیا جائے۔ یہ بہت پہلے بتایا گیا تھا، ہمارے Chairman نے ان کو یہ بات کہی تھی۔

چوہدری ظفر اقبال ورائج، جناب چیئرمین! بطور Interior Minister نہیں، بطور

Member of this House, legal position تو ہمارے قائد ایوان اور Minister for Parliamentary Affairs بتائیں گے لیکن میری ذاتی درخواست یہ ہو گی کہ بہت سارے لوگوں نے پیسے دیے ہونے ہیں جس میں آپ کے parliamentarians بھی شامل ہیں۔ کچھ ایسی housing societies بنی ہوئی ہیں جنہیں Security Exchange Commission نے register کیا ہوا ہے اور انہوں نے لوگوں کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں۔ میں خود اس کا حامی ہوں کہ آپ House میں سے کوئی committee بنا دیں اور اس کی صحیح inquiry کریں کہ کون سی housing society نے زیادتیاں کی ہے۔ ہم خود اس کے حق میں ہیں لیکن کم از کم یہ ضرور ہے کہ Interior Ministry نے ان کو register نہیں کیا۔

جناب چیئرمین، میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں، وسیم صاحب، رضا صاحب،

how do you want to go about this? You want to form a new committee or you should write a complaint to me, I will refer it to the different ministries that way. How do you want to go about that? Wasim Sahib.

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، Sir Special committee بنادیں۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں جب special committees already ہیں، special committee بنانے کے بجائے کوئی existing دیں جو existing ہیں، میں نے عرض کیا ہے کہ یہ اس سوال کے جواب سے ہٹ کر ہے۔ آپ مجھے complaint لکھیں کہ یہ ہیں، جس جس company کا نام پتا ہے، لکھ کر دیں، مجھ سے mark کرائیں، آپ کو جواب دے دیں گے۔ بے شک House میں آجائے، جواب لیں کیونکہ آپ ہر ایک کے لیے کتنی special committees بنائیں گے؟

(مداخلت)

جناب چیئرمین، نہیں، نہیں تحفظ ضرور کریں۔ کس طریقے سے کرنا چاہتے ہیں؟ Committee existing ہے آپ کی۔ نئی Committee کی بجائے جو existing ہے، آپ مجھے complaint لکھیں اس سوال سے اس کا link نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، اتنے لوگ بول رہے ہیں کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ ڈاکٹر شیر اگلن خان نیازی، آپ Standing Committee کو refer کریں تاکہ وہ activate ہوں، وہ کام کریں تاکہ پارلیمنٹ کی grace بڑھے۔ ہر جگہ پر نئی کمیٹی، نیا کام۔ یہ تو negation of the entire system ہے۔ اس لیے کہ وہ خصوصی حالات میں بنتی ہیں۔ Standing Committee on Housing and Works ہوگی اس کو آپ بھیج دیں اور ان کو time دے دیں کہ آپ اس کی investigation کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، ایسے کریں جی جیسے میں نے عرض کیا آپ complaint دے دیں کیونکہ اس سوال سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ نئی Committees کی House میں support نہیں آ رہی ہے اس لیے آپ مجھے لکھ دیں۔ جو جو concerned اس میں involved ہیں SECP ہے، CDA ہے میں ان کو refer کر دوں گا and I will come back to the

House. یہ چونکہ committees کا House میں عمل دخل نہیں ہے اور وہ already existing ہے۔ یہ دو تین committees کا معاملہ ہے۔ ایک ایک سے میں پوچھ لوں گا، office اس کو follow کرے گا and I will come to you. آپ مجھے جو جو آپ کی complaint ہے لکھ کر دے دیں۔ کون کونسی societies کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔

سینیئر کھٹوم پروین، جناب Leader of the House and Leader of the

Opposition بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں کہ کس کو refer کرنی ہے۔

جناب چیئرمین، بیٹھے ہیں وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ committees already ہیں یا تو انہی کو دے دیں تو میں تو یہی کہہ رہا ہوں کہ آپ لکھ کے دیں تو مختلف committees میں refer کر دوں گا۔ جو آپ سب کی complaints مجھے ملیں گی اور جو جواب آنے کا gist بنا کے آپ کو دے دیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، نہیں، میں تو کہہ رہا ہوں لیکن ایک اس کا بھی procedure ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ایک procedure ہے اس کا بھی کہ Question Hour میں question ایک Ministry کا ہوتا ہے جبکہ اس میں دو تین Ministries involved ہیں۔ SECP ایک اور Ministry کے under ہے، Housing and Works ایک اور Ministry ہے، CDA Interior کے under ہے۔ اس لیے اگر آپ مجھے لکھ دیں۔ ہر Ministry سے follow کر کے اکٹھا کر کے آپ کو بھیج دیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، دیکھیں ناں کتنی special committees اور بھی آپ کی ابھی چل رہی ہیں it will be an overlap. وہی committees جو کام کر رہی ہیں ان کو دیکھ لیں if you still want to form a committee, it is upto you. وہ کر کے آپ کو دے رہا ہوں اس کے بعد بھی اگر آپ کمیٹی چاہتے ہیں تو House کا فیصلہ ہے۔
It will be expedited.

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی ، مجھے ایک چیز سمجھ نہیں آئی کہ کھوسہ صاحب جیسے

learned Barrister, if he is looking it out of any cooperative society then

does he not see کہ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ this is a very bad thing. He is a Jurist

that cooperative society is valid or not. Why a new special committee

should be created on the floor? Why not the Standing Committee should

be given this job to do?

جناب چیئرمین، کس Standing committee کو دیں پھر یہ؟

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی ، Housing Committee اگر ہے تو اس کا کام ہے

یہ۔ وہ چاہے CDA کے through ان officers کو بلا لیں۔

جناب چیئرمین، وزیر صاحب کہہ رہے ہیں Housing and Works Committee

کو دے دیں۔ وہ خود ہی پھر آگے coordinate کر لے گی۔ جی Leader of the House

سن لیں۔

سینیئر وسیم سجاد، اگر Housing Committee نہیں ہے تو ایسی کمیٹی جو متحرک

ہے مثلاً Interior Committee ہے، Interior Committee کو بھیج دیں بلکہ ظفر صاحب کو

دے دیں جی، ایس ایم ظفر صاحب کی کمیٹی کو دے دیں۔ I think ظفر صاحب کو دے دیں

he is a Jurist. He knows how to handle it.

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے ظفر صاحب کی کمیٹی کو دے دیں وہ legal aspects

بھی سارے جانتے ہیں۔

سینیئر وسیم سجاد، وہ کہہ رہے ہیں Law and Justice کو دے دیں۔

جناب چیئرمین، Law and Justice کو دے دیں پھر legal issues بھی آ

جائیں گے۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی، یہ ظفر صاحب کو دے دیں جی۔

The matter is referred to Law and Justice جناب چیئر مین ، پلیس جی

Committee on the consensus of the House. تنی کمیٹی کی جانے میں سمجھتا ہوں کہ

use کو کریں۔ - We will go on to Question No.19. تنی کمیٹی کو let

us discourage جس کا topic ہے اسی کو use کریں۔ بے شک آپ human rights کو

I have no problem.

دے دیں

19. *Ch. Muhammad Anwar Bhinder: (Notice received on 30-11-2006 at 11.35 a.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

- (a) *the date of approval of layout plan and issuance of NOC by the CDA to Gulshan-e-Kashmir Cooperative Housing Society, Islamabad, Khayaban-e-Kashmir Zone-II, F-16, Islamabad;*
- (b) *the details of the development work done on that project so far and the time by which it will be completed; and*
- (c) *the time by which possession of plots in that project/scheme will be handed over to the allottees concerned?*

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: (a) The layout plan was approved by the CDA on 20-3-2002. NOC has not yet been issued.

(b) The development work is supposed to be started from issuance of NOC and is supposed to be completed in 5 years for a scheme covering an area from 200 acres to 400 acres. As NOC is not issued to the society till now, therefore, time limit to complete the scheme can not be specified.

(c) The possession of plots is supposed to be handed over to the allottees on completion of development work.

Mr. Chairman: Supplementary question.

سینیئر پروفیسر خورشید احمد، میرا سوال صرف اتنا ہے کہ جس طرح مسائل پیش آئے ہیں کہ NOC کا issue کیا جانا ایک بڑا scandal بن گیا ہے۔ 2002 مارچ میں یہ layout plan بنا ہے اور اب تک اس کا NOC issue نہیں ہوا۔ اس طرح کی شکایات مجھے بہت سی societies نے دی ہیں کہ رشوت، favours حاصل کرنا، delay کرنا وغیرہ ہیں۔ CDA اس معاملے کو ذرا examine کرے کہ کیا وجہ ہے کہ NOC issue نہیں کیے جا رہے۔ میں دوبارہ اس کو repeat کر دیتا ہوں کہ بھنڈر صاحب کے اس سوال میں بڑا اہم نکتہ یہ آ رہا ہے کہ societies کو مسائل پیش آرہے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ

the layout plan was approved by the CDA on 20-3-2002 but NOC has not been issued uptil now.

صرف ایک society کا نہیں بلکہ مختلف societies کی یہ بات اخبارات میں آئی ہے کہ NOC کے issue کا معاملہ CDA کے اندر ایک بہت بڑا scandal بن گیا ہے۔ اس میں رشوت لینے والے ہر سطح پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اس طریقے سے عوام تکلیف میں ہیں۔ کیا وزیر صاحب یہ بتا سکیں گے کہ CDA اس معاملے میں کیا کر رہی ہے؟ کیا نگرانی اس کے اوپر ہو رہی ہے؟ آخر NOC issue کرنے میں کیا ممانعت ہے؟

چوہدری ظفر اقبال ورائج، جناب چیئرمین! رشوت کی جو بات کی گئی ہے میں اس کو protect نہیں کر رہا لیکن جب تک NOC کے لیے تمام requirements پوری نہ کی جائیں تو CDA NOC issue نہیں کر سکتی۔ اگر ہم NOC issue کرتے رہیں گے تو پھر اسی طرح fraud ہونے شروع ہو جائیں گے۔ ہم نے تو لوگوں کے تحفظ کے لیے ان کو NOC اس لیے issue نہیں کیا کیوں کہ انہوں نے جو متعلقہ requirements تقبیل وہ ابھی تک پوری نہیں کیں۔

جناب چیئرمین، اس میں تھوڑا سا میں بھی عرض کر دوں کہ لوگ جب invest کرتے ہیں تو انہیں خود بھی یہ چیزیں دیکھنی چاہیں کیوں کہ یہ private scheme ہے حکومت

اس کی responsibility نہیں لے سکتی۔ جب تک NOC نہیں ملتا وہ پیسے بھی مت دیں کیوں کہ جب پیسے دے دیتے ہیں تو پھر یہ سلسلہ چل پڑتا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! آپ کی بات بلاشبہ صحیح ہے کہ investor کی بھی اس میں بہت بڑی ذمہ داری ہے لیکن ساتھ ہی حکومت کی ذمہ داری بھی یہ ہے کہ اگر ایسا کاروبار ہو رہا ہے تو اس کو check کرنے کے لیے کوئی legal راستہ اختیار کیا جائے، خصوصیت سے اگر ایک کا layout بن گیا ہے اور چار سال تک NOC نہیں ملا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یا corruption کی وجہ سے کام نہیں ہو رہا ہے یا وہ fake ادارہ ہے۔ اگر وہ fake ادارہ ہے اور ایک سال میں اپنی ذمہ داری نہیں پوری کرتا تو پھر publicly announce کیجیے کہ یہ ادارے ٹھیک نہیں ہیں اور اگر اس کی وجوہات CDA کے اندر ہیں تو پھر وہاں اس کی اصلاح ہونی چاہیے۔ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اسے ایسے ہی dispose کر دیا جائے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی، جناب! Senate Housing Scheme کی تمام requirements ہماری اطلاعات کے مطابق پوری ہیں لیکن ان کو اب تک NOC اس لیے issue نہیں کیا جا رہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ انہیں رشوت کے طور پر extra money ادا کی جائے۔

جناب چیئرمین، جتنے یہ issues ہیں ان کے متعلق Committee میں باتیں ہوں گی اور یہ باتیں وہاں پر raise کریں۔ جب کمیٹی اسے دیکھ رہی ہے تو پھر یہاں پر اسے کیوں لیا جائے۔ یہ مسئلہ کمیٹی کو refer ہو گیا ہے اور یہ تمام چیزیں آپ وہاں پر بتائیں اور کوئی جامع پروگرام بنا کر دیں کہ کس طرح تحفظ بھی ہو سکتا ہے اور کیا کیا چیزیں ہو سکتی ہیں، ان کو یہ ساری چیزیں convey کریں۔

میں اب اگلے question پر جاؤں گا اس سے پہلے میں آپ کو inform کرتا ہوں کہ ہمارے پاس Youth Parliament کے delegates آنے ہیں and we have to recognise them and welcome them.

(اس موقع پر ڈیک بجائے گئے)

Question No. 21, Prof. Khurshid Ahmed.

21. ***Prof. Khurshid Ahmed:** (Notice received on 01-12-2006 at 11.30 a.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

- (a) *whether it is a fact that there was a proposal to construct a Fly-over near Kulsoom Plaza, Islamabad which has been changed into an under pass, if so, its reasons;*
- (b) *the cost estimated for the proposed fly-over; and*
- (c) *the estimated cost of construction of under pass at that site and the amount spent on that project so far?*

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: (a) Yes. The proposal to construct a fly-over was not approved as it was observed that fly-over will not only mar the elegance of Avenue but would also be violation of Master Plan of Islamabad which envisaged an under-pass at the inter-section of 7th Avenue with Jinnah Avenue. Further, the fly-over was proposed only over Jinnah Avenue whereas the underpass separates Nazim-ud-Din and Fazal-ul-Haq Roads also thus providing signal-free movement. The under pass shall be more functional than the fly-over at this site.

(b) The estimated cost for the proposed fly-over was Rs. 323.278 million.

(c) The estimated cost of construction of under-pass at the site is Rs. 224.04 million. An amount of Rs. 250 million, has been spent on this project so far.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیئر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! اس پر میرے دو سوال ہیں۔ میرا پہلا سوال یہ ہے کہ اگر یہ fly-over ماسٹر پلان میں نہیں تھا تو پھر سوال یہ ہے کہ یہ پلان میں کیسے آیا۔ اگر بے قاعدگی ہوئی ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ کہا گیا ہے کہ

the estimated cost of construction of under-pass is Rs. 224.04 million. An

amount of Rs. 250 million has been spent on this project so far.
 یہ اگر
 project 224 million کا تھا اور 250 million خرچ ہو چکے ہیں اور یہ ابھی تک نہیں بنا ہے تو
 یہ کیا معاملہ ہے؟ میرے یہ دو سوال ہیں۔

جناب چیئرمین، جی بتائیں۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب چیئرمین! جیسا کہ جواب میں موجود ہے، میں اس
 کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اصل میں اسلام آباد کا ماسٹر پلان ۱۹۶۰ء میں بنا ہے۔ اس میں کوئی
 fly-over نہیں تھا بلکہ تین under-passes تھے۔ پھر جب اب proposal آئی کہ fly-over
 بنا دیا جائے لیکن بہت ساری سنجیدگی کے ساتھ engineers کی meetings کی گئیں، ٹریفک
 پولیس کے ساتھ اور consultants کے ساتھ تو اس سے یہ بات سامنے آئی کہ اگر ایک
 fly-over کی جگہ ہم تین under-passes بنا دیں تو یہ بات public interest میں ہوگی اور
 بہت ساری ٹریفک اسلام آباد میں بغیر کسی signal کے چل سکے گی۔ لہذا ایک معمولی سی رقم
 کے اضافے سے ایک fly-over بنانے کی بجائے ہم نے تین under-passes بنانے کا فیصلہ
 کیا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، یہ تو آپ نے سوال سے بغیر جواب دیے ہیں۔ میرا پہلا
 سوال یہ تھا کہ اگر ماسٹر پلان میں fly-over موجود نہیں تھا تو fly-over کہاں سے آ گیا۔ اس کی
 justification کیا ہے۔ اگر یہ proposal کہ کسی نے غلط بنایا ہے تو اس کا ذمہ دار کون
 ہے؟ دوسرا معاملہ یہ ہے کہ یہاں پر کہا گیا ہے کہ the estimated cost of construction

of under-pass is Rs. 224.04 million. An amount of Rs. 250 million has been

spent on this project so far.
 under-pass ابھی تک بنا ہی نہیں تو یہ کیا معاملہ ہے۔ اس کی وضاحت کر دیں۔

جناب چیئرمین، یعنی cost بھی زیادہ خرچ ہوئی ہے۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب چیئرمین! جب یہ بات میں نے جواب میں دیکھی تو

میرے لیے بھی حیران کن تھی لیکن یہ بات بڑی clear ہے کہ جس estimated cost پر مینڈر الٹ ہوتے ہیں اس پر ۱۵ فیصد تک اگر اخراجات آگئے ہیں تو وہ قانونی ہوتے ہیں۔ لہذا ایک ایک بات کا خیال رکھا جا رہا ہے۔ پروفیسر صاحب! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں ہیرا پھیری کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! میں نے specific دو سوال کیے ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ اگر پلان میں کسی fly-over کی گنجائش نہیں تھی تو پھر یہ fly-over کہاں سے آ گیا۔ اگر یہ کسی نے ذاتی مفاد کے لیے کیا ہے یا کسی اور کے مفاد کے لیے کیا ہے تو ان کے خلاف کیا action لیا جائے گا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ یا تو آپ کی معلومات ٹھیک نہیں ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ 224 million estimated cost تھی جبکہ 250 million خرچ ہو چکا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ۱۵ فیصد زائد خرچ ہو چکا ہے تو وہ under-pass کہاں ہے؟ یہ میرا سوال ہے۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب چیئرمین! یہ صرف proposal تھی جو approve نہیں ہوئی۔ Proposals تو بنتے رستے ہیں لیکن سارے منظور نہیں ہوتے۔ اس میں کسی کا special interest نہیں ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! میرے سوال کا جواب پھر بھی نہیں آ رہا ہے۔ یا تو یہ بات غلط ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ an amount of 250 million has been spent on this project so far. چکے ہیں یا تو یہ معلومات غلط ہیں۔ اگر یہ صحیح ہیں تو پھر میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ جو 224 million میں پورا ہونا تھا وہ کہاں ہے۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب چیئرمین! میں اسی کا جواب دے رہا ہوں۔ اس کی جو estimated cost تھی وہ 24...

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، Facts صحیح نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے اس پر تھوڑا۔۔۔ وڑائچ صاحب ایک منٹ۔ یہ انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ fly over کا proposal بھی float ہوا تھا لیکن approve نہیں ہوا۔ ٹھیک

ہے ورائج صاحب یہ بات۔ اچھا ان کا سوال ہے کہ جو approval ایک ہوئی تھی اور project شروع ہوا تھا کیا شروع سے اس کا جواز نہیں تھا۔ کیوں یہ لیا گیا کہ اس طرح خرچ ہوا۔ پروفیسر خورشید صاحب یہی بات ہے۔

چوہدری ظفر اقبال ورائج، جناب! میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ جناب! ایک under pass کے لیے 224.4 million اس کی estimated cost تھی لیکن اب ہم تین under passes 400 million میں مکمل کر رہے ہیں۔ آپ کو اس میں سارا حساب آنے کا۔
سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، یہ بتایا کیوں نہیں اس وقت آپ نے۔

چوہدری ظفر اقبال ورائج، تین under passes اس وقت سامنے ہیں پروفیسر صاحب اور یہ cost بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ چار سو بلین تک پہنچے گی کیونکہ ایک کی جو estimated cost تھی وہ 224.04 million تھی۔ اب یہ تین under passes بن رہے ہیں اور کیونکہ وہ ایک ہی جگہ سارے کام کا سلسلہ چل رہا ہے تو اس کی estimated cost تو بڑھے گی۔ آپ جا کر دیکھ سکتے ہیں کہ تین under passes بن رہے ہیں کہ نہیں۔

جناب چیئرمین، جی بیگ صاحب۔

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں - Sir, project was

started وہاں پر بورڈ لگا تھا کہ

Contractor Cannon Pakistan Limited. So for information, Contractor Cannon Pakistan Limited is a dead construction company No. 1. No. 2 it was written on the board which was displayed that the completion period was six months.

اس کو اٹھارہ مہینے کر دیا انہوں نے۔ کیسے کیا ہے۔ پھر جیسے منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ جی تین under passes اب بنیں گے۔ جناب! جو original contract تھا وہ ایک under pass

کا تھا - How had they contracted for other under passes and how they

value. اور جناب انہوں نے جس amount کو spent کیا ہے ڈھائی سو ملین۔ I pass that

there is - ہے دیا ہے۔ area 10 times. I live in that area
Cannon Pakistan اور جناب دوسرا یہ کہ no work of 25 crore seen on the ground
Limited is a dead construction company.

جناب چیئرمین، جو آپ تین under passes کی بات کر رہے ہیں - and
correct me if I am wrong, Baig Sahib.

سینیٹر محمد انور بیگ، At the stock exchange, I mean ان کے جو شیئرز
ہیں پانچ سو روپے میں بک رہے ہیں - How such a company has been given a job
and when the contract says on the board six months completion period.

جناب چیئرمین، تمہارا - وزانج صاحب - اس پر جو آپ تین under passes کہہ رہے
ہیں غالباً یہ روڈز سے گزرتا ہوا نکل جائے گا۔

چوہدری ظفر اقبال وزانج، جی سر۔

جناب چیئرمین، جناح ایونیو، ظفر الحق روڈ، ناظم الدین روڈ - تین روڈز سے گزرے گا
under pass تو ایک ہے روڈ تین cover کرے گا۔

چوہدری ظفر اقبال وزانج، میں آپ کو بتاتا ہوں جناب - یہ جناح ایونیو، ناظم الدین
روڈ، فضل حق روڈ اور یہ مکھنم پلازہ والا روڈ۔

جناب چیئرمین، Under pass ایک ہے تین روڈ کو کراس کرے گا۔ Under
pass تین نہیں ہیں۔

Senator Muhammad Enver Baig: Chairman Sahib, can the
honourable Minister identify the three under passes

یہ ذرا بتادیں کہاں کہاں ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں غار مغرب کے لیے اذان سنائی دی)

Mr. Chairman: It brings us to the end of Question Hour and
remaining answers will be taken as read.

(Interruption)

جناب چیئرمین: اب time ختم ہو گیا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: کونسے defer کر دیں۔

سینیٹر سعدیہ عباسی، سوال نمبر ۹۹ اور ۳۰ بڑے important ہیں ان کو defer کر

دیں۔

Mr. Chairman: It is up to the House. Do you want to defer the Question No. 30 and 99?

وسیم صاحب! حمید اللہ صاحب کہہ رہے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد، پھر دوسرے سوال رہ جائیں گے۔ یعنی یہ عجیب طریقہ کار ہے

آج کے آپ defer کریں گے۔ It will take the time اور جب next Question Hour

ہوگا، اگر اس دن سو ہونے ہیں تو 102 ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، دوبارہ سوال کریں۔ یہ نئی روایت ہے۔

Mr. Chairman: Hamid Sahib, I think, there is no support in the House for that.

Senator Saadia Abbasi: Sir, I support it.

Mr. Chairman: It is an information. If you want, anyone can move under other rules.

آپ کے پاس option ہے normally question defer نہیں ہوتے جب ہاؤس میں آگئے

اور اگر ہاؤس approve کرے تو ٹھیک ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، سوالات لمبے ہو گئے لیکن کسی کو تین سے زیادہ سیلیمنٹری نہیں

دیے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، اب آپ لوگوں نے discussion کی تو میں کیا کروں۔ میں نے تو تین سے زیادہ سپیمنٹری نہیں دیے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ please میں ذرا clear کر دوں، ہاؤس نے فیصلہ کرنا ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں، ہاؤس اگر چاہتا ہے تو کر لیں، کیونکہ میں ---- question hour

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب! اگر take up کر لیں تو ایک دو question اس میں ہو سکتے ہیں۔

Mr. Chairman: It is up to the House and I can not jump to the other question.

اگر ہاؤس مانتا ہے اور ایک کھنڈہ سے زیادہ ہو گیا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، نماز کے بعد voting کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین، اگر ہاؤس مانے تو، ویسے question hour ختم ہو گیا ہے۔ لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کہہ رہے ہیں کہ ابھی اور ہمارا ایجنڈا ہے۔ دونوں لیڈر آف دی ہاؤس کہہ رہے ہیں کہ آپ discussion کرنے دیں۔ میں اس کے تحت دیکھ لوں گا۔ Question Hour کو extend کرنے کی tradition قائم نہ کریں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، پھر motion لے آئیں گے۔

جناب چیئرمین، وہ بے شک لے آئیں۔ اس میں ڈال دیں گے۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، منسٹر صاحب سے پوچھ لیں - Motion لے آتے

ہیں۔

جناب چیئرمین، بے شک لے آئیں۔ اس میں ڈال دیں گے۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، او۔ کے۔

جناب چیئرمین، میں عرض کر رہا ہوں کہ Question Hour کو change

نہ کریں۔ آپ کے پاس اور options ہیں ان کو exercise کریں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، ایک عرصے سے ہمارا question submit ہے ابھی تک وہ نہیں آیا۔

جناب چیئرمین، میں اس کو دیکھ لوں گا۔

Senator Hameedullah Jan Afridi: Please, sir.

جناب چیئرمین، اور یہ بھی لے آئیں تو ہم اس کو بھی کر لیں گے۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب! یہ تھوڑا بزنس ہے ہاؤس کا یہ رکھ لیتے ہیں۔ یہ Item No. 3 ہے جناب وصی ظفر صاحب۔

24. *Hafiz Abdul Malik Qadri: (Notice received on 06-12-2006 at 13.00 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) *the number of mosques under the administrative control of CDA;*

(b) *the amount allocated for the maintenance of each of the said mosque during the current financial year; and*

Question hour is being over the remaining questions and their answers were taken as read and placed on the table of the House.

- (c) *whether it is a fact that gas supply to some of the said mosques has been discontinued due to non-payment of gas bills, if so, the time by which the bills will be paid and supply of gas will be restored?*

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: (a) Two Mosques.

- (i) Faisal Masjid.
- (ii) Pak Secretariat Mosque.

(b) During current financial year, the following amounts have been allocated for the maintenance of above two Mosques:—

- | | |
|-----------------------------|-------------------|
| (i) Faisal Masjid | Rs. 7.790 million |
| (ii) Pak Secretariat Mosque | Rs. 0.500 million |

(c) No.

29. ***Mr. Hameed Ullah Jan Afridi:** (Notice received on 11-12-2006 at 14.40 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

- (a) *the details of sites in Islamabad allocated for bill boards and hoarding during the last six months indicating also the names of the companies/parties to which those sites have been allocated;*
- (b) *the amount received from the said companies/parties for those sites and details of its utilization;*
- (c) *the head under which the said amount is kept indicating also the amount in that head at present; and*
- (d) *the date on which last audit of such amount was conducted and the details of irregularities pointed out by the audit, if any?*

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: (a) There is complete ban on permission/ installation of new bill boards. No permission for any new site has been granted during the last six months, for display of bill boards.

(b) N.A.

(c) N.A.

(d) Last annual Audit was conducted in December, 2006. No irregularity was pointed out by the Audit authorities.

30. ***Mr. Hameed Ullah Jan Afridi:** (Notice received on 11-12-2006 at 14.40 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

- (a) *the criteria laid down for allocation of sites for bill boards and hoarding in Islamabad Capital Territory;*
- (b) *the authority which allocate/allot the said sites; and*
- (c) *the rates per bill board and hoarding and duration for which those sites are allocated/allotted?*

Reply not received.

31. ***Mr. Hameed Ullah Jan Afridi:** (Notice received on 11-12-2006 at 14.40 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

- (a) *whether the companies/firms to which sites for advertisement, bill boards and hoardings is allotted in Islamabad are allowed to sublet those sites, if so, the rule under which the same is allowed; and*
- (b) *the names of companies/firms which sublet the said sites during the last two years?*

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: (a) No Company/Firm is allowed to sublet the sites allocated to it after advertisement.

(b) As per record of CDA, no firm has subletted any site during last two years.

36. ***Ms. Sabina Rauf:** (Notice received on 14-12-2006 at 14.20 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

- (a) *the number of officers and officials in Islamabad Traffic Police with province-wise break up; and*
- (b) *whether there is any proposal under consideration of the Government to increase the strength of traffic police in Islamabad?*

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: (a) 599 Officers and officials are working in Islamabad Traffic Police and province-wise break-up is as under:—

Name of Province	No. of officers	No. of officials	Total Strength
Sindh	5	130	135
NWFP	1	84	85
Balochistan	1	14	15
Punjab/Islamabad	22	337	359
A.J.K	—	5	5
Total :	29	570	599

(b) No.

37. ***Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 20-12-2006 at 10.30 a.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state the number of illegal telephone exchanges in the country traced out by FIA during the last 4 years with province-wise break up indicating also the action taken against the responsible persons?

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: Total 39 in numbers. Province-wise break-up and action taken against the responsible persons is as under:—

S. No.	Name of province	No. of illegal exchanges traced out by FIA	Present status
1.	Punjab	30	-Under investigation. 05 -Compromised by PTA 01 -Under trial in the court 13 -Convicted 03 -Transferred to NAB 07 -Acquitted 01
2.	NWFP	06	Under trial 06
3.	Sindh	03	-Under investigation 02
			-Under trial 01
4.	Balochistan	Nil	Nil
Total:		39	39

133. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 28-11-2006 at 14:53 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state whether it is a fact that residents of Islamabad face shortage of water during summer season, if so, the steps being taken by the government to overcome this problem?

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: Yes. The following steps are being taken to overcome shortage of water:—

Simly and Khanpur dams are the main source of supply of water to Islamabad. These dams depend on rains. In order to solve water shortage problem, a study has been completed for supply of water from River Indus down stream of Tarbela Dam from Ghazi Barrage. This has been found to be the most feasible source. PC-1 for the project has been prepared to bring 540 mgd (1000 cusec) water in five phases, which will cater for the need of ICT till 2050.

In phase-1, 200 mgd water shall be brought to Islamabad upto the year 2010, which will be sufficient for the population of Islamabad till 2010.

134. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 28-11-2006 at 14:53 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

- (a) *the number of blank passport books stolen/misplaced from various passport offices in the country during the last four years with province-wise break-up; and*
- (b) *the names of the persons found involved in the said cases and the action taken against them?*

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: (a) No incident of theft of Passport Booklets has taken place during the last four years in the country till date except one incident at Regional Passport Office, Faisalabad wherefrom 3975 (Three thousand nine hundred seventy five) blank Passport booklets were stolen/robbed on 03-05-2003.

(b) Robbery/theft was reported to the local Police and case FIR No. 332/2003 PS People Colony, Faisalabad was registered. None of the officials of the Department was, however, found involved.

135. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 28-11-2006 at 14:53 p.m.)

Will the Minister for Defence be pleased to state whether any certificate is obtained about the fitness of PIA planes, if so, the period of its validity and the authority that issues the said certificate?

Rao Sikandar Iqbal: Civil Aviation Authority (Pakistan) issues a certificate of airworthiness to PIA Air planes, every year, as per regulations. Besides, the aircraft fitness is monitored through a regular fitness certification process, which is carried out prior to each flight by an Aircraft Engineer (Licensee of CAA).

136. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 28-11-2006 at 14:53 p.m.)

Will the Minister for Defence be pleased to state:

- (a) *the names of members of board of Directors of PIA with their qualifications and place of domicile; and*
(b) *the criteria laid down for appointment of the said members?*

Rao Sikandar Iqbal: (a & b) According to clause 6 of PIAC Act. 1956, Federal government nominates Nine (9) Directors including chairman and two (2) are elected by the shareholders from private sector. Details are at Annexure-A.

Annexure-A

PIAC BOARD OF DIRECTOR'S

<u>Ser</u>	<u>NAME</u>	<u>QUALIFICATION</u>	<u>PLACE OF DOMICILE</u>	<u>CRITERIA FOR APPOINTMENT</u>
1	Mr. Tariq Kirmani Chairman	MBA	Sindh	Nominated by the Federal Government
2	Mr. Nawid Ahsan, Secretary General Finance	Master of Development Studies (Economic Policy and Planning)	Punjab	Nominated by the Federal Government
3	Major General Mir Haider Ali Khan	National Defence Course	Punjab	Nominated by the Federal Government
4	Mr. Farooq Rehmatullah	Armed Forces War Course LLB	NWFP	Nominated by the Federal Government
5	Mr. Mueen Afzal	BA (Hons) MA (oxon)	Punjab	Nominated by the Federal Government
6	Mr. Hydayatullah Khan Khaisgi	Chartered Engineer	Sindh	Nominated by the Federal Government

7	Syed Muhammad Fazal Agha	Civil Engineer, LLB	Balochistan	Nominated by the Federal Government
8	Mr. Javed Saifullah Khan	MBA	NWFP	Nominated by the Federal Government
9	Mr. Shahzad M. Hussain	MA, LLB	Sindh	Nominated by the Federal Government
10	Mr. S Ali Raza	MAS	Sindh	Elected by the Shareholders other than Federal Government
11	Mr. Kamal Afsar	Post Graduate in Economics, Business Administration	Sindh	Elected by the Shareholders other than Federal Government

137. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 28-11-2006 at 14:53 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state the number of plots reserved for CNG Stations in Islamabad and the procedure for allotment of these plots?

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: Plots reserved for CNG 04 Nos. Stations in Islamabad.

Procedure for allotment

According to Land disposal regulation, 2005, all commercial and business plots are to be sold or leased out through open auction as commercial plots, or for one of the specific activities mentioned in the Regulation *ibid*:

Provided that plots meant for any activity as determined by CDA Board may be disposed of through auction amongst pre-qualified parties. Criteria for pre-qualification and plot specific conditions of allotment shall be publicized:

Provided that CDA Board may decide to enter into joint venture with any private or public sector agency regarding property vested in it for any specific project.

138. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 28-11-2006 at 14:53 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

- (a) *the number of Police Officers sent abroad for training during the last five years with province-wise break-up; and*

(b) *the procedure laid down for selection of trainees?*

Reply not received.

139. ***Mr. Ilyas Ahmed Bilour:** (Notice received on 28-11-2006 at 14:55 p.m.)

Will the Minister for Defence be pleased to state whether it is a fact that 20 years old Boeing 737 of PIA have become dangerous, if so, the time by which these aircrafts will be replaced?

Rao Sikandar Iqbal: The Boeing 737-300 aircraft are fully airworthy and safe. These are being maintained as per the requirement of the Manufacturer Company and Civil Aviation Authority of Pakistan.

140. ***Mr. Hameed Ullah Jan Afridi:** (Notice received on 28-11-2006 at 14:40 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to allocate/allot sites in Islamabad for advertisements, bill boards and hoardings through open auction or tenders, if so, when and if not its reasons?

Reply not received.

141. ***Mr. Muhammad Enver Baig:** (Notice received on 11-12-2006 at 14:58 p.m.)

Will the Minister for Information Technology and Telecommunications be pleased to state the names, designation/job title, date of appointment and period of contract of the consultants and the persons appointed on contract basis in BPS-17 and above in the Ministry of Information Technology and Telecommunications from January, 2000 to July, 2006 indicating also the salary, allowances and other fringe benefits admissible to them?

Mr. Awais Ahmed Khan Leghari:

Status of Management position (MP Holders)
IT & Telecom Division

S.No.	Name & Designation of the Individual Holding Management Position/Held the Position	Date of Appointment & Termination /Expiry of the Contract
1.	Mr. Salman Ansari, (Advisor) MP-I	1-6-2001 to 30-11-2003
2.	Mr. Noor-ud-Din Baqai, Member (Telecom)MP-I	16-09-2002 to 15-09-2007
3.	Mr. Tariq Badsha, Member (IT) MP-I	6/4/2001 to 05-04-2008
4.	Mr. Zubair Ejaz, Member (S&P), MP-I	1-12-2004 to 30-6-2005
5.	Dr. S. Sohail H. Naqvi, Member (HRD) MP-I	16-09-2002 to 19-02-2003
6.	Mr. Mushtaq Ahmad, Director (Telecom)MP-II	10/11/2004 to 09-11-2007
7.	Mr. Shahid Mehmood, Director (IT) MP-II	16-04-2001 to 15-04-2005
8.	Mr. Muhammad Aslam Hayat, Director (Legal)MP-II	16-01-2002 to 17-03-2004
9.	Mr. Jamshed Masood, Director (Tele)MP-II	03-05-2001 to 10-05-2002
10.	Mr. Jamshed Masood, Director (Paksat)MP-II	07-10-2002 to 16-07-2004
11.	Syed Muhammad Anwar, Director (Legal)MP-II	14-07-2004 to 13-07-2007
12.	Mr. Tahir Hameed, Director (IT), MP-II	9-7-2005 to 13-3-2006
13.	Mr. Mansoor Akhtar Jafri, Director (IT), MP-II	21-07-2006 to 20-07-2008

Management Position-I (IMP-I)			Management Position-II (IMP-II)	
1. Salary	Scale	130,000-10,000-160,000	50,000-7,500-80,000	
	Minimum	Maximum	Minimum	Maximum
2. House rent Allowance	50,000	70,000	30,000	50,000
			2,500	4,000
3. Utilities(5 % of Pay)	6,500	8,000		
4. One Chauffeur Driven Car maintained at Ministry's expense for official and private use with 340 liter petrol per month.			One Chauffeur Driven Car maintained at Ministry's expense for official and private use with 270 liter petrol per month.	

142. ***Mr. Muhammad Enver Baig:** (Notice received on 11-12-2006 at 14.58 p.m.)

Will the Minister for Kashmir Affairs and Northern Areas be pleased to state the names, designation/job title, date of appointment and period of contract of the consultants and the persons appointed on contract basis in BPS 17 and above in the Ministry of Kashmir Affairs and Northern Areas from January, 2000 to July 2006 indicating also the salary, allowances and other fringe benefits admissible to them? -

Major (Retd.) Tahir Iqbal: Nil.

143. ***Mr. Muhammad Enver Baig:** (Notice received on 11-12-2006 at 14.58 p.m.)

Will the Minister for Narcotics Control be pleased to state the names, designation/job title, date of appointment and period of contract of the consultants and the persons appointed on contract basis in BPS 17 and above in the Ministry of Narcotics Control from January, 2000 to July, 2006 indicating also the salary, allowances and other fringe benefits admissible to them?

Mr. Ghous Bux Khan Maher: (a) No appointment was made on contract in Ministry of Narcotics Control (Main Secretariat) in BPS-17 and above from January 2000 to July, 2006.

(b) Contract based appointments are only Done on Drug Demand Reduction side by the Anti Narcotics Force:—

(i) Since, 4th November, 2001 till date the services of 11 x officers have been hired on contract basis for NGO's Support Programme, Model Addiction Treatment and Rehabilitation Centre Islamabad and Quetta and 1 x officer for H-13 project, Prevention of Transmission for HIV AIDS Programme.

(ii) 7 x officers are in BPS-17, 4 x officers are in BP-18 and 1 x officer is being paid a lump sum salary of Rs. 30,000/- per month amongst these officers 3 x officers had quitted the job and 1 x officer has been re-employed in BPS-18 w.e.f. 18-6-2005. Complete details are given at Annex-A.

(c) There have been no contract based appointments in Supply Reduction/ Enforcement side.

Annex-A

S.No	Name of Project	Person Employed	Post	From	To
1.	NGO Support Programme	Muhammad Islam Afridi	Evaluation Officer (BPS-17)	06-11-2001	05-11-2003
2.	-do-	Bushra Saeed	-do-	04-11-2001	03-11-2004
3.	MATRC, Islamabad	Bushra Hassan	Project Manager (BPS-18)	18-06-2005	Till date
4.	-do-	Dr. Masooma Mehnaz Zaidi	Medical Specialist (BPS-18)	18-06-2005	16-05-2006
5.	-do-	Dr. Arshed Abbasi	Psychiatrist (BPS-17)	18-06-2005	Till date
6.	-do-	Jibran Ahmed	Professional Social Worker (BPS-17)	18-06-2005	Till date
7.	-do-	Muhammad Harmain	Psychologist (BPS-17)	18-06-2005	Till date
8.	MATRC, Quetta	Dr. Syed M. Ali Shah	Project Manager (BPS-18)	08-09-2005	Till date
9.	-do-	Dr. Farida Turab	Medical Specialist (BPS-18)	10-09-2005	08-06-2006
10.	-do-	Ms. Maria Mobeen Awan	Psychologist (BPS-17)	10-09-2005	Till date
11.	-do-	Mr. Muhammad Nasir	Professional Social Worker (BPS-17)	15-09-2005	Till date
12.	H-13 Project, Prevention of Transmission of HIV among injecting drug users in SAARC Countries	Muzaffar Ali Mahar	National Project Officer	13-05-2006	Till date

144. ***Ch. Muhammad Anwar Bhinder:** (Notice received on 30-12-2006 at 13.50 p.m.)

Will the Minister for Railways be pleased to state:

- (a) *whether it is a fact that an amount of Rs. 250 million was allocated in the current year's PSDP for acquisition of land for dry port at Prem Nagar near Raiwind, if so, the amount received and spent on this project so far; and*
- (b) *the time which this project will be completed?*

Sheikh Rashid Ahmed: (a) Yes, it is fact that an amount of Rs. 250 million has been allocated in the current year, PSDP for acquisition of land for Establishment of Dry Port at Prem Nagar near Raiwind. However, the amount will be spent on land acquisition for this project as it progresses.

(b) Approximately, it will take a period of one year to complete the project after the approval is received from the ECNEC.

145. ***Ch. Muhammad Anwar Bhinder:** (Notice received on 30-12-2006 at 13.50 p.m.)

Will the Minister for Railways be pleased to state:

- (a) *whether it is a fact that an amount of Rs. 600 million was allocated in the current year's PSDP for procurement/manufacturing of 1000 high capacity wagons, if so, the amount released and spent on this project so far; and*
- (b) *the percentage of the work completed on the said project so far; and*
- (c) *the time by which this project will be completed?*

Sheikh Rashid Ahmed: (a) Yes, it is a fact that amount of Rs. 600 million (Local) has been allocated for the year 2006-2007 in PSDP for procurement/manufacture of 1000 High Capacity Wagons. The manufacture of six Brake Vans is in hand out of which one has been completed. The amount spent on the Project till today is Rs. 85.88 million.

(b) The percentage of the work completed till today is 16.66%.

(c) This project will be completed during 2010-2011.

146. ***Ch. Muhammad Anwar Bhinder:** (Notice received on 30-12-2006 at 13.50 p.m.)

Will the Minister for Railways be pleased to state:

- (a) *whether it is a fact that an amount of Rs. 675 million was allocated in the current year's PSDP for doubling of Railway track, Khanewal-Raiwind Section, if so, the amount received and spent on this project so far; and*
- (b) *the time which this project will be completed?*

Sheikh Rashid Ahmed: (a) Rs. 775 million (and not Rs. 675 million) have been allocated for Doubling of Track on Khanewal-Raiwind Section in the current year's PSDP. So far, an amount of Rs. 491.05 million has been released and an amount of Rs. 346.414 million incurred upto 31-12-2006.

(b) The project's scheduled completion is in 2007-2008 but efforts are being made to complete it earlier.

147. ***Prof. Muhammad Ibrahim Khan:** (Notice received on 05-01-2007 at 10.30 a.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

- (a) *the number of houses in Street No. 56, Sector G-6/4, Islamabad which were white washed/distempered since 2001; and*
- (b) *the number of applications lying pending with CDA for white/ washing/distempering of houses in that street and the time by which remaining houses will be white washed/distempered?*

Reply not received.

148. ***Prof. Muhammad Ibrahim Khan:** (Notice received on 05-01-2007 at 13.30 a.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

- (a) *whether it is fact that the CDA has constructed water tanks in some houses in Street No. 56, Sector G-6/4, Islamabad, if so, the number of houses where the same have been constructed;*

- (b) the number of applications lying pending with the CDA for construction of water tanks in the remaining houses of that street and time by which water tanks will be constructed in those houses?

Reply not received.

149. *Mrs. Tahira Latif: (Notice received on 12-01-2007)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

- (a) the sources of income of the Capital Development Authority (CDA);
- (b) the revenue collected by CDA from such sources during the last five years; and
- (c) whether the said income remains at the disposal of CDA or it goes to the Government Treasury?

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: (a) Source of Income of CDA:—

- (i) Grant made by the Federal Government.
- (ii) Receipt of self-financing sectors (sale of plots and transfer fee etc.)
- (iii) Foreign Loan obtained from the source outside Pakistan.
- (iv) Receipts from various taxes.
- (v) Misc. receipts.

(b) Year-wise detail of receipts for the last five years:—

Nature of income	2001-02	2002-03	2003-04	2004-05	2005-06	Total
Grants (Development Revenue)	632.273 780.047	835.548 638.120	784.798 668.000	1858.600 811.059	836.419 751.920	4947.648 3649.176 8596.824
Receipt of Self-financial sectors	1633.472	3232.733	2171.192	5370.918	7752.280	19260.595
Foreign Loan	160.00	206.00	163.977	200.000	200.000	929.977
Taxes (Property Taxes)	08	0	817.362	816.405	878.718	3847.503
Misc. receipts	96	72	347.145	264.680	332.400	1204.130
Grand Total	3114	4868.923	4952.474	9321.672	10751.767	33839.029

(c) The above income becomes "CDA FUND" under CDA Ordinance 1960 and remains at the disposal of CDA.

150. *Mrs. Tahira Latif: (Notice received on 12-01-2007)

Will the Minister for Interior be pleased to state the allocation of development and non-development funds to Capital Development Authority (CDA) during the last five years and its utilization with year-wise and head-wise break-up?

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: The year-wise allocation and utilization of funds is as under:—

Development Funds (PSDP)

(Rs. in Million)

Year	Allocation	Utilization
2001-02	632.273	472.655
2002-03	835.548	304.357
2003-04	784.798	374.166
2004-05	1858.610	998.639
2005-06	836.419	243.759

Non-Development Funds

(Rs. in Million)

Year	Allocation	Utilization
2001-02	780.047	636.855
2002-03	636.120	699.046
2003-04	668.000	620.658
2004-05	811.059	754.896
2005-06	751.950	745.909

151. *Mrs. Tahira Latif: (Notice received on 12-01-2007)

Will the Minister for Interior be pleased to state the allocation of development and non-development funds to Chief Commissioner, Federal Capital Territory (ICT) during the last five years and its utilization with year-wise and head-wise break-up?

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: The allocation and utilization of development and non-development funds to the Chief Commissioner's Office during last 05 years is at Annexure "A" and "G", respectively.

Annexure-A

S.No	Year	Allocation	Utilization
1	PSDP 2001-2002	67.708	64.861
2	PSDP 2002-2003	201.955	197.869
3	PSDP 2003-2004	237.704	233.380
4	PSDP 2004-2005	226.106	216.498
5	PSDP 2005-2006	495.212	478.109
Grand Total		1235.671	1180.180

1. The details of year wise (2001-2002) and scheme wise development budget and its utilization is at Annexure B.
2. The details of year wise (2002-2003) and scheme wise development budget and its utilization is at Annexure C.
3. The details of year wise (2003-2004) and scheme wise development budget and its utilization is at Annexure D.
4. The details of year wise (2004-2005) and scheme wise development budget and its utilization is at Annexure E.
5. The details of year wise (2005-2006) and scheme wise development budget and its utilization is at Annexure F.

PSDP 2001-2002, SCHEME WISE ALLOCATION & UTILIZATION

Rs. In million

S. NO.	NAME OF SECTOR/SCHEME	Allocation	Utilization
1	Const of Rural Roads	2.000	2.000
2	Water Supply Scheme Bhara Kau	5.000	5.000
3	Water Supply Scheme Shakrial	2.500	2.500
4	Water Supply Scheme Sohan	2.000	2.000
5	Setting up of Six Women Community Centers	1.070	0.900
6	Women Income Generating Project	0.550	0.500
7	IRD: Plan in Collaboration with UNICEF	0.830	0.830
8	Estab. of Fish Seed Production Farms in Small Mini Dam (Fish Hatchery)	2.000	1.401
9	Vety: Hospitals Bharakau & Rewat	0.901	
10	Sheep & Goat Development	1.400	1.346
11	Livestock Disease Control	0.207	0.134
12	Const. of BHU Tarnol	1.000	1.000
13	Completion of RHC Bharakau	1.000	
14	C type Mosque in H-11, Islamabad	15.650	15.650
15	Residential Accommodation for Judiciary Officers of Sessions Divisions	5.000	5.000
16	Residential Accommodation for Staff of Sessions Divisions	5.000	5.000
17	Const. of Judicial Admin Complex	21.600	21.600
Total		67.708	64.861

PSDP 2002-2003, SCHEME WISE ALLOCATION & UTILIZATION

Rs. In million

S.No	Name of Project	Allocation	Utilization
1	Water Supply Scheme Sohan	4.223	4.223
2	Water Supply Scheme Shakrial	0.700	0.700
3	Water Supply Scheme Bhara Kau	10.000	10.000
4	Estb. of Community Relation Unit (CRU)	2.611	1.536
5	Widening & Strengthening of 61 KM Rural Roads	5.000	3.943
6	25 KM Roads Tarnol	5.000	5.000
7	25 KM Roads Sihala	5.000	5.000
8	Sheep & Goat Development in ICT	1.386	0.070
9	Estab. Of Diagnostic Laboratory at Tarnol	0.203	0.203
10	Estab. of fish seed production farms for expansion of fish culture activities	2.500	2.061
11	Women Income Generating Project	0.450	0.396
12	Setting up of Six Women Community Centres in ICT	1.000	0.855
13	Const. of Resid. Accom. of staff sp. Br, Traffic & CIA	9.796	9.796
14	Const. of Resid. Accom. for 2 DSP, 12 Flat for staff, 24 flat H-11	7.358	7.358

15	Const. of 'C' Type Mosque in Sector H-11	1.838	1.838
16	Security Arrangements at Diplomatic Enclave, Islamabad	33.686	33.686
17	Const. Of BHU Tamol	1.000	1.000
18	Completion of RHC with cost. Of staff accmn:overhead tank & internal water supply at Bhara Kau	1.500	1.500
19	Const. of Resdl. Accmn for Judiciary of Sessions Divisions,	2.500	2.500
20	Const. of Resdl. Accmn for staff of Sessions Divisions, Islamabad	5.000	5.000
21	Institutional Monitoring & Research Capacity for SAP in ICT	0.354	0.354
22	IRD Plan for ICT in Collaboration with UNICEF	0.850	0.850
23	Const. of Judicial & Admin Complex, Islamabad	100.000	100.000
Total		201.955	197.869

Annexure D

PSDP 2003-2004, SCHEME WISE ALLOCATION & UTILIZATION

Rs. In million

S.No	Name of Project	Allocation	Utilization
1	Water Supply Scheme Sohan	1.200	1.200
2	Water Supply Scheme Shakrial	0.700	0.700
3	Water Supply Scheme Bhara Kau	2.700	2.700
4	Community Relation Unit (CRU)	0.600	0.600
5	Widening & Strengthening of 61 KM Rural Road	6.000	6.000
6	25 KM Roads in Tarlai	6.000	6.000
7	25 KM Roads in Sihala	6.000	6.000
8	Replacement/Purchase of Agri. Machinery Equipment	10.000	9.350
9	Sheep & Goat Development in ICT	1.380	-
10	Setting up of Six Women Community Centres	1.000	0.948
11	Women Income Generating Project	0.500	0.458
12	Const. of Resdl. Accmn: for Judiciary Officers of Sessions Divisions, Islamabad	8.430	8.430
13	Const. of Resdl. Accmn: for Staff of Sessions Division, Islamabad	9.952	9.952
14	IRD Plan for ICT in Collaboration with UNICEF	1.000	1.000
15	Institutional Monitoring & Research Capacity for SAP in ICT	0.400	0.400
16	Const. Of Judicial & Admin Complex, Islamabad	179.842	179.842
17	Const. of BHU Tamol	1.000	1.000
18	Completion of RHC along with staff accmn; along with Const. Of overhead tank & internal Water Supply at Bhara Kau	1.000	-
Total		237.704	233.380

Annexure E

PSDP 2004-2005, SCHEME WISE ALLOCATION & UTILIZATION

Rs. In million

S.No	Name of Project	Allocation	Utilization
1	Construction of Residential Accommodation for Judiciary Officers of Session Division Islamabad	4.654	4.654
2	Construction of Residential Accommodation for Staff of Session Division Islamabad	6.741	6.741
3	Construction of Judicial & Admin Complex, ICT	11.181	11.181
4	Water Supply Scheme Shakrial	1.800	1.800
5	Water Supply Scheme Bhara Kau	2.930	2.930
6	Community Relation Unit	1.057	1.707
7	Water Supply Scheme Sohan	0.800	0.800

8	25 KM Road in Sihala	8.500	8.500
9	25 KM Road in Tarta	11.000	11.000
10	Widening & Strengthening of 61 KM Rural Roads in ICT	9.757	9.757
11	Setting Up of Six Women Community Centres in ICT	1.100	0.993
12	Women Income Generating Project	0.410	0.448
13	IRD Plan for ICT in Collaboration with UNICEF	1.100	1.128
14	Construction of BHU Tarnol	2.000	--
15	Completion of RHC Along with Construction of Staff Accommodation, Overhead Tank and Internal Water Supply at Bhara Kau	0.800	--
16	Replacement/Purchase of Agriculture Machinery and Equipment in ICT	9.800	8.500
17	Establishment of Fish Seed Production Farms for Expansion of Fish Culture Activities in Small & Mini Dams (Mini Hatchery)	4.219	4.139
18	Construction of 5 No Police Barracks for 100 Men each near "K" Block	10.000	10.000
19	Construction of 4 No Police Barracks for 100 Men each in F-7, F-8, G-9 & G-10	5.241	5.241
20	Construction of 1 No Police Barracks Near British High Commissioner Diplomatic Enclave	5.000	5.000
21	Construction of 4 No B type Police Stations in G-11, I-11, D-12 &	10.000	10.000
22	Construction of Sub mercible Bridge on Nullah Swan at Sih: la Khurd	9.600	9.600
23	Water Supply Scheme Koral Phase II	8.650	8.650
24	Completion of Water Supply Scheme Khana Dak	10.576	10.576
25	Completion of Water Supply Scheme Chuchkal	4.200	4.200
26	Completion of Water Supply Scheme Sihala	8.037	8.037
27	Water Supply Scheme Tarta Phase II	5.800	5.800
28	Construction of Streets at Bhara Kau	2.000	2.000
29	Construction of 17-KM Rural Roads	2.000	2.000
30	Construction/Improvement of Internal Roads in Bhara Kau/ Kot Hathail	2.000	2.000
31	Street Pavement at Jarrani	2.000	2.000
32	Rehabilitation of Simly Dam Road	12.634	24.211
33	Rehabilitation of Quaid-e-Azam University-Rumly Road	7.321	7.321
34	Women Credit Programme	3.197	--
35	Training for Women in Glass Painting & Flower making	0.400	0.015
36	Establishment of Computer Literacy Centers in 9 Union Councils	1.567	1.428
37	Lift Irrigation in ICT	0.698	0.610
38	Soil & water Conservation Works on Sub Catchment Basis	1.555	0.442
39	Establishment of Mobile Soil & Water Testing Laboratory	1.500	--
40	Development of Rural Poultry in ICT	0.973	0.521
41	Strengthening of Mobile Veterinary Services in ICT	0.676	0.295
42	Improvement of Milk & Meat Production by Strengthening Artificial Insemination Services	3.611	3.100
43	Up gradation & Expansion of Veterinary Healthcare Services in ICT	4.344	3.668
44	Development & Improvement of Rawal Dam, its Tributaries & Rivers	2.662	2.058
45	Establishment of Forest Nurseries & Block -Afforestation	2.091	1.709
46	Development of Adaptive Research Farms in ICT	3.389	2.849
47	Promotion of Live Stock among Women of ICT	1.200	0.659
48	Provision of Human Resources /Vehicles for recovery of Taxes	6.235	0.698
49	Computerization of Motor Vehicles Registration system in ICT	9.100	7.534
Total		226.106	216.498

PSDP 2005-2006, SCHEME WISE ALLOCATION & UTILIZATION

S.No	Name of Project	Rs. in million	
		Allocation	Utilization
1	Construction of Judicial & Administration Complex, ICT, Islamabad	10.000	5.000
2	Construction of Admin Block, Magazine Quarters Guard, Barracks, MT Shed and Horse Stable in Diplomatic Enclave.	20.000	20.000
3	Construction of C Type Police Station and 60 men Barrack Accommodation in Markaz F-6, Islamabad.	10.928	10.928
4	Construction of MT Shed in Police Line H-11 Islamabad.	36.684	36.684
5	Construction of 4 No B type Police Stations in G-11, I-11, D-12 & Shehzad Town.	68.548	68.548
6	Construction of B type Police Station and Barrack accommodation for 80 men in Markaz G-10 Islamabad.	15.333	15.333
7	Construction of 1 No Police Barracks Near British High Commissioner Diplomatic Enclave.	28.787	28.787
8	Construction of 4 No Police Barracks in F-7, F-8, I-9 & G-10, Islamabad.	36.202	36.202
9	Construction of 5 Nos Police Barracks for 100 men each near "K" Block.	48.802	48.802
10	Feasibility study for Construction of 4 Bridges on Simly Dam Road.	1.000	—
11	Rehabilitation/Upgradation of 12 Water Supply Schemes in Rural Areas of ICT.	2.889	2.889
12	Water Supply Scheme Shahpur.	1.000	0.140
13	11-KM Rural Roads in ICT.	7.109	7.109
14	Construction of 17 KM Roads in ICT.	32.627	32.627
15	Construction of Streets at Golra, Shah Allah Ditta & Jori.	7.000	7.000
16	Implementation of Development Schemes in Villages fall under Zone -- II, ICT, Islamabad.	4.000	4.000
17	Street Pavement in 13 Villages of RD Markaz Tarlai.	6.000	6.000
18	Rehabilitation/Upgradation of Rural Roads in 3 Union Councils (Kuri, Chirah, Tumair).	8.000	8.000
19	Construction of 9-KM Rural Roads in RD Markaz Tarlai.	2.000	2.000
20	Street Pavement in 11 Villages of RD Markaz Sihala.	4.000	4.000
21	Street Pavement in 5 Villages of RD Markaz Bhara Kau.	5.000	5.000
22	Street Pavement at Jamani.	15.000	15.000
23	Construction/Improvement of Internal Roads in Bhara Kau.	32.370	32.370
24	Construction of Streets at Bhara Kau.	32.535	32.535
25	Construction of Road/Street/Drains in Part I Union Council Kirpa.	2.000	2.000
26	Construction of 11-KM Rural Roads in RD Markaz Bhara Kau.	5.000	5.000
27	Rehabilitation of 15-KM Rural Roads in 3 Union Councils (Bhara Kau, Phulgram & S.A.Ditta).	6.000	6.000
28	Rehabilitation of Simly Dam Roads.	10.000	10.000
29	Construction of Nullah/Drains in Rural Area of ICT.	2.000	2.000
30	Training for Women in Glass Painting & Flower Making.	0.400	0.400
31	Establishment of Computer Literacy Centers in 9 Union Councils.	0.700	0.350
32	Construction of BHU with Staff Accommodation at Tamol.	2.000	2.000
33	Completion of RHC Staff Accommodation Overhead Tank & Water Supply Bhara Kau, Islamabad.	1.067	1.067
34	Soil & water Conservation Works on Sub Catchment in ICT.	4.000	2.563
35	Establishment of Mobile Soil & Water Testing Laboratory, ICT.	—	—
36	Lift Irrigation in ICT.	1.000	0.872
37	Establishment of Forest Nurseries & Block Afforestation in ICT.	0.379	0.227
38	Development of Rural Poultry in ICT.	1.052	0.821
39	Strengthening of Mobile Veterinary Services in ICT.	2.000	1.558
40	Improvement of Milk & Meat Production by Strengthening Artificial Insemination Services in ICT.	2.000	0.239
41	Upgradation & Expansion of Veterinary Healthcare Services.	4.000	3.153
42	Development of Adaptive Research Farms in ICT.	3.000	2.575
43	Promotion of Livestock among Women of ICT.	0.500	0.345
44	Establishment of Fish Seed Production Farms.	0.965	0.741
45	Provision of Human Resources for Recovery of Taxes.	4.235	2.695
46	Computerization of Motor Vehicles Registration System in ICT.	7.100	4.550
		52.232	52.000

**GOVERNMENT OF PAKISTAN
OFFICE OF THE CHIEF COMMISSIONER
ISLAMABAD CAPITAL TERRITORY**

ANNEXURE-G

NON-DEVELOPMENT BUDGET

S. No.	Budgetary Unit	Rs. in Million									
		Details of Allocation and Expenditure Non-Development									
		2001-02		2002-03		2003-04		2004-05		2005-06	
		Allo- cation	Expen- diture	Allo- cation	Expen- diture	Allo- cation	Expen- diture	Allo- cation	Expen- diture	Allo- cation	Expen- diture
1.	Chief Commissioner, ICT	16.8	17.3	18.9	18.6	22.3	22.2	30.4	29.6	32.9	33.4
2.	Deputy Commissioner	11.8	18.6	20.0	21.1	25.4	25.7	22.8	30.4	24.5	30.5
3.	LG & R D Department	4.4	4.3	4.9	5.0	6.3	5.5	6.3	6.1	7.6	1.7
4.	12 Union Council	1.0	1.0	1.0	1.0	1.0	1.1	1.1	1.1	1.3	1.3
5.	Cooperative Societies	1.0	0.9	1.4	1.4	1.6	1.3	1.6	1.5	1.7	1.6
6.	Excise and Taxation Department	1.5	1.4	2.5	2.3	2.5	2.5	3.4	3.4	3.7	3.9
7.	Senior Civil Judge	3.3	3.2	3.9	3.8	3.9	3.8	5.0	4.9	5.5	5.9
8.	District & Session Judge	4.3	3.0	3.6	3.6	3.7	4.0	4.9	4.8	5.9	5.6
9.	District Attorney	1.2	1.2	1.4	1.2	1.6	1.6	1.6	1.3	1.9	1.9
10.	ICT Police	562.3	514.6	571.9	587.0	717.60	749.4	1136.0	1121.6	1242.8	1264.0
11.	Civil Defence	1.7	1.4	1.4	1.4	1.5	1.6	1.8	1.9	2.4	2.4
12.	District Health Office	13.1	14.6	19.9	16.5	21.0	18.8	21.8	20.4	24.6	23.0
13.	Labour Welfare Department	0.6	0.4	0.6	0.6	0.7	0.8	0.8	0.8	0.8	0.8
14.	Auqaf Directorate	17.5	17.6	20.0	20.0	20.7	21.5	24.5	24.3	24.6	24.7
15.	Islamabad Zakat & Ushr	1.1	0.8	1.1	1.1	1.2	1.1	1.2	1.2	1.6	1.6
16.	Agriculture Department	1.4	1.4	1.5	1.7	2.0	2.0	2.0	2.3	2.4	2.7
17.	District Food Controllor	0.8	0.8	0.9	0.9	1.0	1.0	1.1	1.1	1.5	1.5
18.	Soil Conservation Department	2.2	2.2	2.6	2.6	3.0	2.4	2.9	2.8	3.2	3.2
19.	Livestock & Dairy Development	2.5	2.5	2.6	2.7	3.0	3.4	3.8	3.8	4.4	4.5
20.	Fisheries Department	1.4	1.3	1.4	1.4	1.6	1.7	2.4	2.3	2.2	2.2
21.	IDR Makaz Bharkau	0.4	0.4	0.5	0.5	0.5	0.5	0.6	0.5	0.8	0.8
22.	IRD Markaz Tarlai	0.6	0.6	0.6	0.6	0.7	0.7	0.7	0.8	0.9	1.1
23.	IRD Markaz Sihala	0.4	0.4	0.4	0.4	0.6	0.5	0.6	0.6	0.6	0.7
24.	Industries & Mineral Development	0.5	0.5	0.6	0.7	0.7	0.9	0.8	0.9	0.9	0.9
25.	Surplus posts of Chief Commissioner's Office	0.7	0.6	0.5	0.4	0.4	0.2	0.3	0.1	0.2	0.2
	Grand Total	652.5	611	684.1	696.5	844.5	874.2	1278.4	1268.5	1398.9	1420.1

“UNSTARRED QUESTIONS AND THEIR REPLIES”

for Thursday, the 25th January, 2007

DEFERRED QUESTIONS

(Question Nos. 2, 3, 6 and 7 were originally set down for answering on 16th January, 2007 but were deferred)

2. **Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 28-11-2006 at 14.52 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state the number of persons arrested in the country on the charge of having fake documents/visas during the last three years and the action taken against them?

Reply not received.

3. **Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 28-11-2006 at 14.52 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

- (a) whether any seismic survey of Islamabad has been carried out after earthquake of October, 2005, if so, its findings; and*
- (b) the names of organizations which conducted that survey and names of countries of their origin?*

Reply not received.

6. **Prof. Khurshid Ahmed:** (Notice received on 01-12-2006 at 11.30 a.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

- (a) the number of prisoners released under the Presidential Remission Order so far with province-wise break-up; and*

(b) *the categories of crimes committed by the said prisoners?*

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: The information is being collected from the Provinces and will be placed on the table in due course of time.

7. **Prof. Khurshid Ahmed:** (Notice received on 01-12-2006 at 11.30 a.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) *the number of men, women and children in detention in each year since 2000 with province-wise break-up; and*

(b) *the broad categories of crimes for which the said persons were/are under detention?*

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: (a) According to the figures provided by IGs Prison Punjab, Sindh, NWFP and Balochistan, following number of prisoners including men, women and children were there in Jails of the country during 2000—2006.

TOTAL

Men, Women and Children in Detention

Year	Men	Women	Children	Total
2000	229208	4157	7445	240810
2001	230313	4147	7504	241964
2002	230722	4153	7313	242188
2003	227262	4667	6853	238782
2004	236480	4616	6129	247225
2005	242738	4877	6469	254084
2006	232245	4107	5590	241942

Province-wise break-up is given at Annexure "A".

(b) Murder, Narcotics, ATA Act, Theft, Zina, Kidnapping/Abduction, Robbery/Dacoity, Arms Act, Customs and Smuggling.

Annexure-A

PUNJAB

MEN, WOMEN AND CHILDREN IN DETENTION

Year	Men	Women	Children	Total
2000	45422	1023	2758	49203
2001	43028	909	2562	46499
2002	45220	1049	3063	49332
2003	45645	982	3169	49796
2004	47510	1087	1616	50213
2005	50750	1053	1426	53229
2006	52233	1008	1251	54492

SINDH

MEN, WOMEN AND CHILDREN IN DETENTION

Year	Men	Women	Children	Total
2000	33051	860	1666	35577
2001	32920	1104	2047	36071
2002	29486	793	1269	31548
2003	28208	728	1072	30008
2004	29340	726	1939	32005
2005	29521	510	1659	31690
2006	30248	356	1405	32009

NWFP

MEN, WOMEN AND CHILDREN IN DETENTION IN 16 JAILS

Year	Men	Women	Children	Total
2000	145338	2183	2733	150254
2001	148338	1920	2484	152742
2002	147196	2302	2940	152438
2003	145104	2949	2593	150646
2004	151131	2786	2550	156467
2005	152536	3236	2726	158498
2006	138718	2679	1985	143382

BALUCHISTAN
MEN, WOMEN AND CHILDREN IN DETENTION

Year	Men	Women	Children	Total
2000	5397	91	288	5776
2001	6027	214	411	6652
2002	8820	9	41	8870
2003	8305	8	19	8332
2004	8499	17	24	8540
2005	9931	78	658	10667
2006	11046	64	949	12059

14. **Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 28-11-2006 at 14.53 p.m.)

Will the Minister for Defence be pleased to state the profit earned or loss sustained by PIA during the last four years?

Rao Sikandar Iqbal: The profit earned or loss sustained by PIA during the last four years with year-wise break-up is given hereunder:

<u>Year*</u>	<u>Profit/(Loss) after tax</u> <u>(Rupees in Million)</u>
2002	1873
2003	1299
2004	2307
2005	(4412)

*PIA financial year is January—December.

LAYING OF ORDINANCES

Mr. Muhammad Wasi Zafar (Federal Minister for Law): Mr. Chairman, I beg to lay before the Senate under Clause 2 of the Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, read with sub rule 1 of Rule 132 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate.

1. The National Disaster Management Ordinance, 2006.

(Ordinance No. XL of 2006).

2. The Police Order (Third Amendment) Ordinance, 2006.

(Ordinance No. XLI of 2006).

Mr. Chairman: The Ordinances stand laid.

سینیئر کامل علی آغا: جو باقی legislation ہے، وہ نماز کے بعد کریں گے۔

Mr. Chairman: Ok. Then we break for the Maghrib prayers and

Insha Allah, we will reconvene at 6 p.m

(Then the House was adjourned for Maghrib prayers)

(نماز مغرب کے بعد اجلاس دوبارہ زیر صدارت جناب ڈپٹی چیئرمین (جناب جان محمد خان جمالی)

شروع ہوا)

جناب ڈپٹی چیئرمین، السلام علیکم۔ تقسیم صاحب seat پر بیٹھ جائیں پھر بات کر

لیتے ہیں۔

سینیئر کامران مرتضیٰ، جناب! اس کو kindly لے لیجیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، راجہ صاحب! Question Hour is over, ordinance

has been laid. نو ریز شکور صاحب کا bill آج ہی پاس کرنا ہے یا just move کرنا ہے۔ وہ
take up کر لیتے ہیں، تقسیم صاحب ادھر ہی ہیں۔ تقسیم صاحب! آپ کچھ دیر کے لیے ادھر ہیں،
thank you very much.

سینیئر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین صاحب! ایک point of order
procedural ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی، جی۔
سینیئر پروفیسر محمد ابراہیم خان، یہ ordinances جو lay down ہوئے ہیں۔
جناب ڈپٹی چیئرمین، جی۔

POINT OF ORDER

PROMULGATION OF NATIONAL DISASTER

MANAGEMENT ORDINANCE

سینیئر پروفیسر محمد ابراہیم خان، اس میں پہلا ordinance National

Disaster Management Ordinance, 2006, Ordinance No. 40 of 2006. جناب

چیئرمین! اس بارے میں گزارش یہ ہے کہ یہ ordinance ایک private member bill کے طور
پر قومی اسمبلی میں MMA کے MNAs کی طرف سے 2006-2-21 کو جمع ہوا تھا اور اس کو
MMA کی MNA رضیہ عزیز صاحبہ نے draft کیا تھا اور بلقیس سیف، عائشہ منور، سمیرہ راحیل
قاضی، لیاقت بلوچ، قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمن، حافظ حسین احمد، مولانا عبدالمالک، ڈاکٹر
فرید احمد پراچہ، ڈاکٹر عطاء الرحمن، بختیار مانی، مولانا عبدلکبر چترالی، جمیل احمد، عنایت بیگم، مولانا
رممت اللہ خلیل، محمد لائق خان کے دستخط تھے۔ جناب چیئرمین! میں نے عرض کیا کہ یہ 21
فروری 2006 کو داخل ہوا تھا اور Speaker صاحب کی طرف سے ان کو ایک خط ملا۔ جناب
چیئرمین! یہ خط 10 اپریل کو ان کی طرف سے لکھا گیا کہ

" Notice of Private Members Bill.

Dear Madam, sir, kindly refer your joint notice of a bill dated 1st March,

2006, title, "The Disaster Management Bill, 2006", copy enclosed. The subject matter of this bill is a provincial matter. Therefore, it does not fall within the legislative competence of the National Assembly, accordingly, it has not been held admissible".

اس پر محمد مصباح Deputy Secretary, Legislation کے دستخط ہیں۔ جناب چیئرمین! Speaker صاحب کو رعبہ عزیز صاحب MNA کی طرف سے memorandum دیا گیا، اس میں ساری باتیں لکھی گئیں کہ یہ provincial matter نہیں ہے، یہ federal subject ہے اور قومی اسمبلی competent ہے، اس پر legislation کر سکتی ہے لیکن اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ اس وقت جو Ordinance lay ہوا ہے۔ یہ ordinance بالکل اس Bill کی طرح سے لیا گیا ہے۔ اس میں تھوڑا سا ردوبدل کرنے کے بعد اور معمولی سی ترمیم کے ساتھ یہ Ordinance ہمارے سامنے آیا ہے۔ یہ کاپی میں آپ کی خدمت میں بھی پیش کر رہا ہوں اور جناب چیئرمین! اس کی ایک کاپی Leader of the House کی خدمت میں اور ایک کاپی Leader of the Opposition کی خدمت میں پیش کروں گا آپ کی وساطت سے، آپ کی اجازت سے۔

جناب چیئرمین! اس پر میں دو مختصر گزارشات عرض کرنا چاہوں گا۔ پہلی گزارش تو میری یہ ہے کہ ordinances کے حوالے سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ میں پہلی گزارش یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر Speaker نے یہ کہا تھا کہ یہ provincial matter ہے اور قومی اسمبلی میں انہوں نے اس کو واپس کر دیا تھا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کس نے کہا تھا ابراہیم صاحب؟

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، یہ Speaker National Assembly نے کہا تھا۔ یہ 10 April, 2006 کا خط میں نے پڑھ کر سنایا ہے۔ اگر یہ provincial matter تھا تو اس کو ordinance کی صورت میں کیوں promulgate کیا گیا اور میری دوسری گزارش یہ ہوگی کہ چاہیے تو یہ تھا کہ اس وقت یہ ایم این اے سے کہہ دیتے یا ایم ایم اے کے MNAs کو کہہ دیتے کہ ہم Government Bill کی صورت میں اسے لاتے ہیں، بجانے اس کے کہ یہ خیانت کرتے وہ

Ordinance Bill کی صورت میں 'Private Members' Bill کی صورت میں تو آنے نہیں دیا گیا اور یہ خیانت کی گئی کہ اسی سے select کر کے ایک Ordinance promulgate کیا گیا اور اس پر اب بھی legislation نہیں ہو رہی اس کو ایک مذاق سمجھا گیا ہے اس ایوان کے ساتھ حکومت کی طرف سے۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you Prof. Ibrahim Sahib.

جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب! یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور جو دو نکات پروفیسر ابراہیم صاحب نے پیش کیے ہیں وہ اخلاقی، سیاسی اور قانونی تینوں اعتبار سے اہم ہیں یعنی یہ بات کہ Speaker ایک Bill کو provincial قرار دیتا ہے privately نہیں publicly اور اسے پھر Ordinance میں لایا جاتا ہے۔ دوسرا۔۔۔

Mr. Deputy Chairman: House, please listen to Professor

Khurshid Sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، دوسرا باقاعدہ ایک نہیں بارہ تیرہ ایم این اے ایک Bill submit کرتے ہیں جس پر محنت کی ہے اور مہینوں صرف کیے ہیں اور اس کے بعد Official plagiarism کے ذریعے سے اس کو اس شکل میں لایا جاتا ہے لیکن میں اس میں ایک اور اضافہ کروں گا، ایک اور بھی اہم مسئلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ دستور کے تحت Ordinance لانے کے دو حجاز ہیں۔ ایک یہ ہے کہ قومی اسمبلی in session نہ ہو اور دوسرا یہ کہ کوئی ایسی urgent ضرورت ہو کہ فوری قانون سازی کی ضرورت ہو۔ زلزلے کا واقعہ ہوتا ہے اکتوبر 2005ء میں اور یہ بل باقاعدہ submit کیا جاتا ہے اور جس تاریخ کو انہوں نے receive کیا وہ 21-02-2006 ہے جس کا معنی یہ ہے کہ فروری کی 21 تاریخ، 2006ء کو Secretariat نے باقاعدہ اس Bill کو receive کیا ہے۔ اب یہ چیز property of the Parliament بن جاتی ہے۔ اس کے بعد پھر یہ emergency نہیں بن سکتی۔ Legislation کا اس کے بعد پھر ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ Ordinance نہیں بلکہ قانون کی شکل میں آنے اور اگر ایم ایم اے کے تجویز کردہ Bill کو

انہوں نے لینا تھا تو اس کے لیے جو Parliamentary آداب ہیں وہ یہ ہیں کہ negotiate کرتے اور اس کو unanimous Bill بنا دیتے۔ یہ national disaster کا مسئلہ ہے، یہ پارٹیوں کا مسئلہ نہیں ہے اور اسی لیے ایم ایم اے نے اس معاملے میں محنت کر کے ایک document تیار کیا جو حقیقت یہ ہے کہ ایک historical document ہے اور اسے آپ نے Plagiarism کے ذریعے سے 95% اس وقت لے لیا اور وہ بھی Ordinance کے طور پر آپ لائے۔ تو یہ تیسرا بھی اتنا ہی اہم ہے جتنے اولین دو نکات۔ شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Bhinder Sahib, what have you to say about the points raised by honourable Senator?

آپ بھی ڈاکٹر صاحبہ بات کرنا چاہتی ہیں؟ جی ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ۔
چوہدری شاہد اکرم بھٹنڈر، (وفاقی وزیر برائے قانون و انصاف)، جناب اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ جو وہ فرما رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ۔ ان کو بات کر لینے دیں پھر اکٹھے ہی جواب دے دینا۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ Ordinance ابھی Disaster Management کے حوالے سے lay کیا گیا ہے جیسے کہ دوسرے معزز ممبران نے ذکر کیا کہ ہماری ایک قانون جس کا ایم ایم اے سے تعلق ہے، رضیہ عزیز صاحبہ، انہوں نے قومی اسمبلی میں اس کو lay کیا تھا، اس کو اس وقت صوبائی matter کہہ کر reject کر دیا گیا اور اب اس کو یہاں پر دوبارہ federal matter بنا کر Ordinance کی صورت میں lay کر دیا گیا ہے۔

جناب! میں یہ سوال کرنا چاہتی ہوں کہ ہم غواتین کو آپ نے یہاں لا کر جو بٹھایا ہے۔۔۔ اول تو قانون سازی اتنا مشکل کام ہے اور ہمارا یہ شعبہ نہیں ہے کہ ہم یہ قانون سازی کریں، اگر وہ اتنی محنت کر کے اور کھپ کھپا کے کوئی بل بنا کر لے آتی ہیں تو اس کو reject کر دیا جاتا ہے۔ اس کو reject کرنے کی بنیاد کیا ہوتی ہے، وہاں کہا جاتا ہے کہ جی صوبائی

matter ہے اس لیے reject کر دیا گیا۔ جناب! خود میرے ساتھ بھی یہی ہوا، بالکل وہی والا بل، ملازمت پیشہ خواتین کے تحفظ کا بل میں نے یہاں سینیٹ میں پیش کیا وہ reject کر دیا گیا۔ خواتین کے معاشی استحکام کا بل میں نے یہاں پیش کیا وہ reject کر دیا گیا، وہی بل قومی اسمبلی میں accept کر لیا گیا تو جناب! کیا دو طرح کے اصول چلتے ہیں کہ ایک جگہ پر ایک چیز لے لی جائے گی اور ایک وقت میں ایک بات کہہ کر اس کو reject کر لیا جائے گا اور دوسرے وقت میں اس کو accept کر لیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ اتنا اہم issue تھا کہ اس کے تحت آپ نے ادارے بھی بنائے، ERRa بنا اور پھر national, international NGOs کو آپ نے کام کرنے کی اجازت دی لیکن یہ بغیر ضابطے کے چلتا رہا Prime Minister صاحب نے بارہا اس کا اعلان بھی کیا مگر پورا سال گزرنے کے بعد، سال سے بھی اوپر مہینے ہو گئے ہیں، اب یہ ایک Ordinance کی شکل میں لایا جا رہا ہے۔ جناب! قانون سازی اس ایوان کا حق ہے، اس کا استحقاق ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ خود قومی اسمبلی کا ایک استحقاق مجروح ہوتا ہے جب آپ اس کی قانون سازی کو reject کر دیتے ہیں اور ایک Ordinance لے کر آتے ہیں۔

جناب! تیسرا نکتہ یہ ہے کہ میرا ابھی ایک اور Bill پڑا ہوا ہے اور مجھ سے کوئی پوچھ رہا تھا کہ آپ کا Bill آرہا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں، وہ مسترد ہونے کے لیے میں نے جمع کروایا ہوا ہے۔ جناب! میں یہ پوچھتی ہوں کہ اگر Bills مسترد ہی ہونے ہوتے ہیں اور یہ طے ہے اور لازم ہے کہ وہ مسترد کرنے میں تو پھر قانون سازی گویا Opposition یا اس ایوان کا استحقاق نہیں بنتا۔

جناب! امریکہ کو ہم بہت follow کرتے ہیں، وہاں تو بہت ساری قانون سازی Opposition کرتی ہے۔ پھر اس میں کیوں اتنی سبکی سمجھی جاتی ہے کہ اگر Opposition کوئی چیز لاتی ہے تو اس کو ہم نے reject ہی کرنا ہے یا اگر کوئی Bill کمیٹی کو refer ہو بھی جاتا ہے۔۔۔ جناب! ایک Bill قرآن مجید کے جو صفحات بوسیدہ ہو جاتے ہیں اس کے بارے میں تھا اور میں نہیں سمجھتی کہ اس میں کسی کو کوئی اختلاف ہے لیکن جب بھی اس پر بات ہوتی ہے، وزارت کی طرف سے اتنے اعتراضات اٹھانے جاتے ہیں اس میں اصلاح کی جاتی ہے، نہ اس کو آگے لایا جاتا ہے۔ جناب! میں یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ اس ایوان کو smoothly چلنے دیا

جانے اور دونوں ایوانوں کا جو استحقاق بنتا ہے اس کا لحاظ کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ابھی اسے آگے بھی بڑھنا ہے، بہت لمبی debate ہے، اگر آپ رات کے بارہ بجے تک جاگنا چاہتے ہیں تو مرضی کے مالک ہیں۔

سینیئر کامران مرتضیٰ، جناب! اب motions لے لیتے ہیں اور resolutions کی باری کبھی نہیں آئی اور جو legislative business دیتے ہیں اس کی باری کبھی نہیں آئی۔ جناب ڈپٹی چیئرمین، اسی پر آرہے ہیں۔

سینیئر کامل علی آغا، یہ point of order پر ایک کھنڈہ خائف کر دیں گے۔

سینیئر کامران مرتضیٰ، ناظم خائف تو آپ کرتے ہیں۔

سینیئر کامل علی آغا، یہ طریقہ کار نہیں ہے۔ اگر طریقہ کار کے مطابق کوئی issue ہے تو اسے ہاؤس کے سامنے لائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ایسی چیزیں Leader of the House اور Leader of the Opposition کے ساتھ بیٹھ کر ہمیں طے کرنی پڑیں گی۔ مسائل اٹھ رہے ہیں، تضاد پیدا ہو رہا ہے تو انہیں بیٹھ کر پھر طے کرتے ہیں۔ جی بھنڈر صاحب آپ معزز ممبران کو satisfy کریں then we will move ahead.

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر، جناب چیئرمین! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ جیسا انہوں نے کہا ہے کہ Private Members Bill National Assembly میں گیا اور پھر National Assembly Secretariat نے اس پر اعتراض لگا کر اس کو reject کیا، جو بھی ہے which I don't know. لیکن جو بھی چاہے question ہے، چاہے کوئی Bill ہے اگر National Assembly Secretariat اس پر اعتراض لگاتا ہے تو according to the

National Assembly Rules of Business, then it can be asked through the

private Speaker from the Secretariat, through private communication.

communication کے ذریعے ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ یہ اعتراض کیوں لگایا تھا یا کیوں reject

کیا گیا ہے ؟ Not through a point of order. A point of order may not be

replied. جو میری بہن کا یہ اعتراض تھا کہ Private Members کے Bill reject کیے جاتے ہیں اور Government اپنا Bill لے آتی ہے۔ The question is, the rules are they are very clear, the Constitution is very clear. Bills ہیں اور جو laws ہیں Standing Committee by majority reject کی اگر ان کی Government کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ House میں بھی majority ووٹ ہوتا ہے اور majority ہی legislate کرتی ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Leader of the House.

سینیٹر وسیم سجاد، جناب! یہ درست کہ رہے ہیں کہ یہ صوبائی معاملہ ہے اور National Assembly نے صحیح اعتراض اٹھایا تھا کہ یہ صوبائی معاملہ ہے لیکن ہمارے Constitution کے Article 144 میں صوبائی اسمبلیاں resolution pass کر سکتی ہیں کہ گو کہ یہ صوبائی معاملہ ہے لیکن National Assembly اس پر legislate کرے۔ اگر دو یا اس سے زیادہ صوبائی اسمبلیاں اس قسم کی قرار داد پاس کرتی ہیں تو پھر چاہے وہ صوبائی معاملہ ہو National Parliament اس پر قانون سازی کر سکتی ہے۔ یہ اس قسم کا قانون ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ لکھا ہوگا کہ whereas the Provincial Assemblies of Balochistan, NWFP and Punjab have passed resolutions under Article 144 of the Constitution, therefore, we are doing it. So, کہ صوبائی معاملہ ہے۔ اسمبلی کا صحیح فیصلہ ہوا تھا لیکن یہ resolution کے تحت National Parliament کو اختیار ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. I think after the clarification by the Leader of the House. We move forward now, we move to Item No. 4.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! صوبائی اسمبلیوں نے مجلس شوریٰ سے درخواست کی تھی کہ وہ legislation کرے۔ حکومت والے بجائے اس کے کہ

legislation کے ذریعے سے یہ Bill یہاں پر قومی اسمبلی میں لائے انہوں نے کیا اس کو چھوڑ نہیں دیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ایسی بھی اختیار ہمارے پاس ہے۔ Ordinance laid ہے ہمارے پاس اختیار ہے جو آگے ہم کریں گے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! پارلیمنٹ کا کوئی کام نہیں رہا سوائے اس کے کہ اس پارلیمنٹ کو بالکل ربرسٹیپ بنا دیا گیا ہے۔ اس بات پر تو ان وزراء کو فی الفور مستعفی ہونا چاہیے بلکہ پوری حکومت کو مستعفی ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، مستعفی کی بات نہ کریں، وہ آپ والی باتیں یاد آ جائیں گی۔ ربرسٹیپ میں بڑی طاقت ہوتی ہے، یہ بھی میں آپ کو بتا دوں۔ لوگ غلط فہمی میں کہتے ہیں کہ یہ ربرسٹیپ ہے۔ جی آئٹم نمبر 4۔

LEGISLATION

THE ESTABLISHMENT OF PAKISTAN COUNCIL OF RESEARCH IN WATER RESOURCES, BILL 2005.

Ch. Nouraz Shakoor Khan (Minister for Science and Technology): Thank you Mr. Chairman. I beg to move that the Bill to provide for establishment of the Pakistan Council of Research in Water Resources [The Pakistan Council of Research in Water Resources Bill, 2005], as reported by the Mediation Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved that the Bill to provide for establishment of the Pakistan Council of Research in Water Resources [The Pakistan Council of Research in Water Resources Bill, 2005], as reported by the Mediation Committee, be taken into

consideration at once. Is it opposed?

Voices: Opposed.

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے کہ Mediation Committee نے آپس میں کچھ فیصلہ کیا ہے۔ جی ڈاکٹر ساعد صاحب۔

Senator Dr. Muhammad Said: Mr. Chairman, I would like to draw your attention to the amendment of the Clause 4, sub-clause (d) of the Bill. In Clause 4, sub-clause (4) before the word "desertification", the word 'glacier' be added. Sir, my contention is that the 80% of the discharge of our rivers in Pakistan is from the glaciers, 20% is from the other sources like the rainfall. 80% is from the melting of the glaciers. Therefore, glaciers are very important so far as the rivers supply is concerned whether it is in the rivers, whether it is in the canals. Therefore, sir, with this intention I propose that before "desertification" "glaciers" should also be included.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved that the Bill to provide for Establishment of the Pakistan Council of Research in Water Resources [The Pakistan Council of Research in Water Resources Bill, 2005], as reported by the Mediation Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: There is an amendment in the name of Professor Muhammad Ibrahim Khan in Clause 10. Please move the amendment.

Senator Prof. Muhammad Ibrahim Khan: Sir I beg your pardon to move that in Clause 10 of the Bill of sub-clause 3 for the word 8 occurring in the first line the words "1/3rd of total" be substituted".

Mr. Deputy Chairman: The Minister do you oppose it?

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، میں عرض کرتا ہوں جناب چیئرمین!

Mr. Deputy Chairman: I think you have moved the amendment. The Minister has opposed it.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب! اب میں بات کروں گا۔ جناب چیئرمین!

یہ Clause-10 جو ہے یہ meetings of the board کے متعلق ہے اور اس کا clause-3،

اس eight members shall constitute the quorum for a meeting of the board.

Bill کے اندر یہ بات لکھی گئی ہے کہ اس کے composition میں حکومت کو ردوبدل کرنے کا اختیار ہے۔ اضافے اور کمی کا اختیار ہے یہ اور بڑھ بھی سکتے ہیں اور گھٹ بھی ہو سکتے ہیں eight کا کچھ پتا نہیں چلتا کہ کتنا percentage بنے گا کتنا اس کا ratio ہو گا اور اس کا quorum میں 1/3rd ہوتا ہے، 1/4th ہوتا ہے، half ہوتا ہے۔ اس طریقے سے چاہے membership بڑھے چاہے گھٹے لیکن اسی تناسب سے quorum مقرر کیا جاتا ہے۔ اس لیے میری یہ درخواست ہو گی کہ اس amendment کو پاس کیا جانے اور بچانے اس کے کہ اس میں quorum eight members ہی رکھے جائیں اس کا 1/3rd رکھا جانے چاہے کتنے ممبرز کیوں نہ ہوں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Deputy Chairman: Honourable Minister may speak on the amendments.

جناب محمد وصی ظفر، جناب mediation میں یہ چیز discuss ہوئی تھی اور اسی

میں یہ decide ہوا تھا۔ اپوزیشن اور گورنمنٹ کی مکمل اس پر representation تھی اور at

length ہم نے یہ تمام چیزیں اس میں ڈالی ہیں۔ میری request یہ ہو گی کہ mediation کے

it is with complete consensus we have come to this honourable House بعد

اور یہ اسی طریقہ سے پاس ہونا چاہیے۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you. I now put the amendments to the House.

(Amendment was negatived)

Mr. Deputy Chairman: The question is that clause-10 do form to part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: Clause 10 stands part of the Bill.

درانی صاحب گھوم پھر کر آئے ہیں۔ تازہ دم ہو کر آئے ہیں۔

There is no amendment in clauses 11 to 29, therefore I put these clauses together as one question before the House. The question is that clauses 11 to 29 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: The clause 11-29 stand part of the Bill.

We now take up clause-1, the preamble and the title of the Bill. The question is that clause-1, the preamble and the title do stand part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: Clause 1, the preamble and the title stand part of the Bill. Honourable Minister is asked to please move item No.5.

Mr. Muhammad Wasi Zafar: Thank you Mr. Chairman, I beg

to move that the Bill to provide Establishment of Pakistan Council of Research in Water Resources [The Pakistan Council of Research in Water Resources Bill, 2005] be passed.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved that the Bill to provide for Establishment of The Pakistan Council of Research in Water Resources, [The Pakistan Council of Research in Water Resources, 2005] be passed.

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: The motion is adopted and the Bill stands passed. We may now take up item No. 6 regarding discussion on the motion moved by Mr. Kamil Ali Agha, Minister of State for Parliamentary Affairs on Affairs of Pakistan International Airlines. I have got the list of speakers.

DISCUSSION ON MOTION RE: AFFAIRS OF PIA

Senator Kamil Ali Agha: The House may discuss the affairs of Pakistan International Airlines.

It is moved. Now, I have got - جناب ڈپٹی چیئرمین، Move ہو گیا ہے -

we have got twenty one speakers. اس میں the list.

سینیٹر ساجد میر، آپ کی اجازت سے میری بات بڑی مختصر سی ہے اور مجھے جانا بھی ہے۔ اگر آپ مجھے موقع دیں تو مجھ پر عنایت ہوگی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی ہاں، میں ایک منٹ دوستوں سے کچھ صلح کر لوں۔

There are twenty one speakers and we have got two hours at our

disposal اور منسٹر صاحب نے بھی آدھا گھنٹہ لے لیا تو ۱۰ منٹ ہیں۔

سینیئر کامل علی آغا، ۲۱ اپوزیشن کے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں full of the House. بلکہ اب یہ اس situation میں

total members of the House ہیں thirteen plus eight, twenty two

سینیئر وسیم سجاد، میری یہ تجویز ہو گی کہ جس طرح آپ نے فرمایا کہ اس میں آدھا

کھنڈہ منسٹر کے لیے اور باقی ڈیڑھ کھنڈہ رہ گیا تو ڈیڑھ کھنڈے کا مطلب یہ ہے کہ ۹۰ منٹ ہیں ان

میں سے ۴۵ منٹ اپوزیشن کے لیے ۴۵ منٹ ادھر دے دیں۔ اب ۴۵ منٹ میں ان کی مرضی ہے

کہ وہ جتنے speakers بلوائیں اور ۴۵ منٹ میں ہمارے جو speakers ہیں انہیں بولنے کی

اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، لیڈر آف دی اپوزیشن please

سینیئر میاں رضا ربانی، یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ آدھا کھنڈہ دو کھنڈوں میں

سے allocate کر دیا جائے منسٹر کو جو وہ wind up میں لے گا۔ دو کھنڈے کی آپ بحث

رکھیں اور پھر آدھا کھنڈہ منسٹر کو چاہیے for his wind up آدھا کھنڈہ لے ۴۵ منٹ لے۔

As long as, it is out of the ambit of two hours, we have no objection. Let

the debate go on for two hours. This is a very important matter. Speakers

from both sides of the House want to speak and I don't think that the spirit

in which the Minister of State for Parliamentary Affairs agreed to this

debate, is being reflected by putting these restrictions at the time.

جناب ڈپٹی چیئرمین، اچھا میرا خیال ہے آغا صاحب! آپ thirty minutes کی

بجائے twenty minutes کر لیں twenty minutes میں sum up ہو گا۔

سینیئر میاں رضا ربانی، آغا صاحب! بے شک آدھا کھنڈہ لے لیں لیکن اس دو کھنڈے

کے بعد لے لیں۔ اس سے کوئی problem نہیں ہے۔ آدھا کھنڈہ لیں ۴۵ منٹ لیں۔ ہمیں

کوئی problem نہیں ہے۔

Mr. Deputy Chairman: We have got 22 speakers. If we divide

تو آپ دیکھ لیں کہ کیسے ---

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, do not impose *stricto sensu* on two hours. Let us fix an appropriate time for each speaker from both sides and then we have tomorrow also and we can spill over tomorrow.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! میں صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کے اندر ممبران کی کسی ادارے پر تنقید اس کی اصلاح کے لیے بہت ضروری چیز ہے اور حکومت اس کو اہمیت دیتی ہے۔ گو اس میں یہی فیصلہ ہوا تھا کہ دو گھنٹے میں مکمل کیا جانے گا، آپ نے ہی فیصلہ کیا تھا۔ اس کے باوجود آپ دو گھنٹے کے لیے restrict نہ کریں۔ یہ ضرور decide کر لیں کہ ایک ممبر کتنی دیر بولے گا تاکہ تمام بول سکیں۔ اگر ہم یہ decide نہیں کریں گے تو پھر یہ کل بھی ختم نہیں ہوگا۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی بالکل۔

سینیٹر کامل علی آغا، میری اس میں یہ گزارش ہوگی اور میں صاحب کو بھی گزارش کروں گا کہ اگر ہم نے اس کو تفصیلاً زیر بحث لانا ہے تو پھر کل ہمارے پاس صرف دو گھنٹے کا time ہوگا۔ اگر maximum ہوا کیونکہ اگر in time House شروع ہو جانے پھر ہم دو گھنٹے اس کو استعمال کر سکیں گے کیونکہ اس کے بعد جمعے کا time ہوگا۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ ہم یہ decide کریں کہ ایک ممبر کتنی دیر بولے گا تاکہ اسی کے مطابق ہم چلیں اور تمام ممبران اس کی پابندی کریں تاکہ دوسرے کا حق بھی غضب نہ ہو اور وہ استعمال کر سکے۔ اس کے علاوہ پھر ہمیں یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ صبح Question Hour کو defer نہ کریں اور تمام business defer کر کے اسی کو discuss کر لیں تاکہ detailed discussion ہو اور اس کے بعد جو بھی منسٹر جواب دے۔ اس کے پاس بھی وقت ہو۔ ظاہر ہے اگر چار گھنٹے ممبران بولیں اور منسٹر نے جواب دینا ہے تو اس کے پاس بھی کم از کم 30/40 منٹ ضرور

ہونے چاہیں۔ یہ میری گزارش ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, we have no problem with the suggestion of the honourable Minister for State between eight to ten minutes for all of us 'میرا خیال ہے کہ ممبر کے لیے' minutes for each.

جناب ڈپٹی چیئرمین: دو ممبران نے گزارش کی ہے کہ eight to ten minutes رکھ لیں۔

Senator Wasim Sajjad: Mr. Chairman, I would say sir, eight rather than ten minutes.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, eight stretchable to ten minutes

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبد الرزاق قہسیم (وفاقی وزیر برائے بلدیات و دیہی ترقی)

جناب والا! اس صورت حال میں مجھے اجازت ہے 'میں چلا جاؤں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کل اگر available ہوں انشاء اللہ۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی، ان کو ذرا بتا دیں کہ کل آجائیں کیونکہ کل ہم یہ

مسئلہ اٹھائیں گے۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبد الرزاق قہسیم، میں انشاء اللہ کل available ہوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا ربانی صاحب! دو سینیٹر صاحبان نے۔۔۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب والا! میں ساتھیوں سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج تو

یہ realise کر رہے ہوں گے کہ جب ہم یہ کہتے تھے کہ ڈیک نہ بجائیں، کام کریں، اب یہ دیر

نکالنے کے لیے آج کل بڑے بے چین ہیں۔ وہ دو سال جو انہوں نے ضائع کیے ہیں، آج یہ وہ

کی پوری کرنا چاہ رہے ہیں۔ اب تیزی سے چیزیں کر رہے ہیں اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ شاید وزیر

مجھتے نہیں ہیں، اتنے سینیٹر آدمی کو یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو بتا دیں، وہ بیٹھے کس لیے ہیں کہ

ان کو بتادیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا ربانی صاحب! دو گزارشات تھیں۔ ایک ساجد میر صاحب کی کہ ان کی کوئی commitment ہے اور باہر اموان صاحب کی بھی کہ he was feeling unwell. انہوں نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں جلد ہی تقریر کر کے چلا جاؤں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I have no problem.

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا ربانی صاحب! ایک دوست کہہ رہے تھے بہت سے محکموں کی حالت یہی ہے جو سن لیں۔ سادہ سے انسان کہہ رہے تھے

کہاں تک سٹو گے کہاں تک سٹاؤں

ہزاروں ہی شکوے ہیں کیا کیا بتاؤں

کہتا ہے وہ سٹیج ہے پی آئی اے کی اور بہت سے سرکاری محکموں کی۔ بسم اللہ کریں، پروفیسر ساجد میر صاحب۔

سینیٹر ساجد میر، جناب چیئرمین! میں آپ کا اور سب ساتھیوں کا شکر گزار ہوں کہ آپ سب نے مجھے موقع دیا۔ جناب والا! پی آئی اے کا آج کل کا جو کلچر ہے وہ اس طرح ہے کہ low paid محنت کشوں، مزدوروں، کارکنوں کی روزی پر لات مار کر بڑے بڑے well paid، highly paid مغل شہزادے جو ہیں ان کے اتلوں تلوں کا انتظام کرنا اور مرضی کے لوگوں کو بھاری تنخواہوں اور بھاری مراعات پر ملازم رکھنا۔ موجودہ جو چھانٹیں سینکڑوں کے حساب سے ہو رہی ہیں اور اس کے مقابل میں بڑی بڑی تنخواہوں پر لوگ رکھے جا رہے ہیں بلکہ رکھے جا چکے ہیں، وہ بھی اسی پس منظر میں ہے اور اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ میں اس کی کچھ مثالیں دینا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے ایک چھوٹے سے طبقے loader کو لیں، یہ ایک چھوٹا طبقہ ہے اور آپ شاید سن کر حیران ہوں گے کہ ان کو دو ہزار پانچ سو روپیہ اس مہنگائی کے دور میں per month ملتا ہے اور اس کے علاوہ یہ ٹھیکیداری کے ظالمانہ نظام کے اندر جکڑے ہوئے ہیں، دوہرا ظلم ان پر ہو رہا ہے۔

دوسری مثال اس سلسلے کی passenger service assistants کی ہے، یہ بھی ایک

low paid طبقہ ہے۔ ان میں سے جو لوگ سات سات سال کی سروس کر چکے ہیں، سات، آٹھ سال کی سروس کے بعد ان کو بارہ ہزار روپیہ per month مل رہا ہے اور اس کے مقابل اسی cadre میں نو آموز لڑکے اور لڑکیاں انیس ہزار روپے per month پر رکھی گئی ہیں، پرانے بارہ ہزار اور نئے انیس ہزار، یہ پی آئی اے کا نیا قانون ہے کہ پرانوں کی حوصلہ شکنی کرو اور انہیں محکمہ بھونڈنے پر مجبور کرو۔ جناب چیئرمین! چوتھی مثال۔ جو پرانے ڈائریکٹرز تھے وہ جس تنخواہ پر کام کر رہے تھے اس سے دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ تنخواہ پر نئے ڈائریکٹرز لیے جا رہے ہیں۔ اتنے تفاوت اور اتنے فرق کے ہوتے ہوئے پرانے ڈائریکٹرز کس طرح دل بھری کے ساتھ کام کر سکتے ہیں۔ یہ ایک open question ہے۔

جناب چیئرمین! پانچویں مثال۔ مچاس، ساٹھ ہزار تنخواہ پر نئے MBA پاس لڑکوں کو رکھا جا رہا ہے۔ آپ بے شک ہمارے نوجوانوں کو روزگار دیں لیکن پرانے اور تجربہ کار لوگوں کی قیمت پر نہ دیں۔ نئے لوگوں کی جو مراعات اور تنخواہیں رکھیں وہ کچھ reasonable ہوں اور ان کا کچھ تناسب ہو، پرانی تنخواہوں سے تو پھر بات بنتی ہے ورنہ پرانے لوگوں کی دل شکنی ہوگی اور وہ محکمہ بھونڈتے جائیں گے، اس سے پی آئی اے کے محکمے کو نقصان ہوگا، قوم کو نقصان ہوگا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پی آئی اے کا باوا آدم نرالا ہو چکا ہے arbitrary فیصلے چیئرمین صاحب اور ان کے حواری کرتے ہیں۔ 57 کے badge کے جو لوگ تھے ان میں سے Group 1 to 5 کے لوگوں کو نکالا گیا اور جس کی جتنی جتنی سروس باقی تھی سب کو پوری تنخواہ دے کر فارغ کیا گیا۔ جناب چیئرمین! قاعدہ کیا ہوا؟ پوری تنخواہ یکمشت ان کو دے کر فارغ کیا گیا۔ شاید اس کا مقصد یہی تھا کہ اپنے جہیتوں کے لیے زیادہ تنخواہوں پر ملازمتوں کا انتظام کیا جائے لیکن اس کا نقصان یہ ہوا کہ تجربہ کار لوگوں سے skilled لوگوں سے پی آئی اے خالی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ Manpower کم ہونی، نئے لوگ زیادہ تنخواہ پر آنے اور ان کا تجربہ کوئی نہیں۔

جناب والا! ساتویں مثال خود چیئرمین پی آئی اے کی تنخواہ ہے جو ایک state secret کی طرح چھپائی جا رہی ہے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ کتنی تنخواہ ہے انہوں نے کہا جتنی میں پی ایس او میں لیٹا تھا اتنی ہی لے رہا ہوں۔ پی ایس او میں کتنی لیتے تھے، جتنی اب لے رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ تو وہی بات ہوئی کہ آپ کا گھر کہاں ہے، جی میں مسجد کے سامنے

رہتا ہوں۔ مسجد کہاں ہے ، وہ میرے گھر کے سامنے ہے تو آپ بتائیں کتنی تنخواہ لے رہے ہیں ، قوم کو پتا چلے کہ آپ اس کو کتنا فائدہ لگا رہے ہیں۔ جناب والا! ایک channel CNBC ہے اس پر آکر انہوں نے تردید کی کہ انہوں نے تین سال کی پیشگی تنخواہ نہیں لی۔ کل ہی ہمارے محترم جناب شیراگل صاحب حکومت کی طرف سے ذمہ داری سے بیان دے رہے تھے کہ وہ تین سال کی پیشگی تنخواہ لے چکے ہیں۔ قوم سے چھپایا بھی جا رہا ہے ، اس کو دھوکا بھی دیا جا رہا ہے ، اس سے بھوٹ بھی بولا جا رہا ہے۔ جناب! اتنا بڑا نقصان ، اتنی بڑی تنخواہوں اور مظہروں کا چیئر مین اور نئے ڈائریکٹروں سمیت اگر اس کے بدلے میں اور ان تمام تنخواہوں کے بعد PIA کی صورت حال بہتر ہوتی ، وہ ایک منافع بخش ادارہ بنتا تو پھر بھی کوئی بات تھی۔ اربوں میں خسارہ جا رہا ہے اور تنخواہیں ہیں کہ بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ اگلے تھلے ہیں کہ ان میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

جناب چیئر مین! اس کی بھی مثال ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کسی نے قتل کیس کے لیے قابل وکیل کیا ، وسیم سجاد صاحب کی طرح قابل تھا اس نے کہا میں پانچ لاکھ روپے لوں گا۔ ایک دوسرے صاحب تھے وہ قانون کی کتاب پڑھ کر وکیل ہو گئے تھے۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو وکیل نہیں ہیں لیکن دستور اور قانون بار بار پڑھ کر وہ وکیل ہو گئے ہیں۔ وکیلوں سے بڑھ گئے ہیں ، ان جیسے ایک صاحب تھے میں نام نہیں لیتا ، ان سے پارٹی نے کہا آپ کیا لیں گے ، اس نے کہا مچیس ہزار روپے لوں گا۔ پارٹی نے کہا چھوڑو یہ قابل وکیل نہیں ہے ، پانچ لاکھ والا ہی ٹھیک ہے۔ پانچ لاکھ والا وکیل ہوا ، پھانسی کا حکم ہو گیا ، حکم سن کر پارٹی جا رہی تھی تو مچیس ہزار والے وکیل نے کہا کہ یہ کام تو میں مچیس ہزار میں کرا سکتا تھا تم نے پانچ لاکھ میں کر دیا۔

جناب والا! چیئر مین پی آئی اے اتنی بڑی تنخواہ لے رہے ہیں ، جس کو قوم سے share بھی نہیں کرتے کہ وہ کتنی ہے۔ اس کے ساتھ ڈائریکٹرز اور اپنے من پسند لوگ رکھ رہے ہیں اور اس کا پی آئی اے کو فائدہ ہونے کی بجائے نقصان ہو رہا ہے۔ جناب والا! اگر نقصان ہی کراتا ہے ، اگر پی آئی اے خسارے میں جاتا ہے ، اگر اس کی services کا معیار گر رہا ہے تو پھر کم تنخواہوں پر ہی یہ کام کر لیں ، بڑی تنخواہیں دینے کا کیا فائدہ ہے ۔ اصل بات کیا ہے؟ جناب چیئر مین! تیل بیچتے بیچتے جہاز اڑانے لگے ہیں ظاہر ہے اس کا نتیجہ تو یہی ہو گا جو ہو رہا ہے۔ نقصان الگ ہو رہا ہے اور بدنامی الگ ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پرانے تجربہ کار

لوگوں کو نکال کر نئے لوگ زیادہ تنخواہوں پر لائے جا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے
 بمبوجیٹ کی landing پر جو ban لگا، یورپین یونین نے لگایا، U.K. نے لگایا، 'ٹیترو انرپورٹ پر
 لگایا اس کی یہی وجہ بنی۔ پھر قوم سے دوبارہ اس سلسلے میں بھوٹ بولا۔ کہا کہ کوئی ایسی بات
 نہیں ہم نے جہاز گراؤنڈ کیے ہیں۔ انہیں refurbish کر رہے ہیں کوئی ban نہیں لگا۔ جناب
 چیئرمین! میرے ہاتھ میں Official General of the European Union آج ہی میں نے ان
 کی website سے retrieve کیا ہے، کوئی بھی retrieve کر سکتا ہے۔ یہ جناب والا! چودہ
 اکتوبر 2006 کا ہے۔ اس میں لسٹ دی ہوئی ہے۔ اس میں لکھا ہے list of air carriers
 which are subject to operating ban within the European Union

Community یہ لسٹ ہے، اس کا پیرا گراف 42, 43, and 44 جناب چیئرمین! یہ پی آئی اے
 کے متعلق ہے۔ میں صرف پیرا گراف 42 and 44 کا ایک ایک فقرہ پڑھتا ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ
 following serious safety deficiencies identified by various member states,
 including systematic safety problems اس کی وجہ سے safety problems کی وجہ
 سے اور serious deficiency کی وجہ سے اس پر ban کیا گیا ہے۔ یہی بات پیرا گراف 44
 میں دہرائی گئی ہے۔ اس حقیقت کے ہوتے ہوئے پھر یہ کہا گیا۔ یہ میں ریکارڈ کے لیے دینا
 چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، یہ دے دیں property of the House بنا دیں۔

سینیئر ساجد میر، اس سے واضح ہوتا ہے کہ قوم کو نہ صرف نقصان سے دوچار کیا جا
 رہا ہے بلکہ بدنام بھی کیا جا رہا ہے۔ اوپر سے بھوٹ بول کر ان حقائق کو قوم سے چھپانے کی
 کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وصی ظفر صاحب۔ سائیں آپ کا normal volume بھی اتنا

اونچا ہے کہ سارا ایوان سن رہا ہے جو آپ درانی صاحب سے گپ لڑا رہے ہیں۔

سینیئر ساجد میر، شکریہ جناب! اس سے پہلے وارننگ ان کو دی گئی، جرمانے ان پر
 ہوئے انہوں نے کوئی پرواہ نہیں کی جس کا نتیجہ اس ban کی شکل میں نکلا۔ جناب چیئرمین!

جس طرح یہ domestic sector کو برہاد کر رہے ہیں اسی طرح foreign sector کو بھی برہاد کر رہے ہیں foreign stations پر بھی تباہ کن پالیسی انہوں نے اختیار کی ہے۔ U.K. میں پی آئی اے کا سٹیشن "کھاؤ پتر" تھا لیکن اب حالت یہ ہے کہ وہ بھی خسارے میں جا رہے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ ایجنٹ بھی بڑھا دیے ہیں، عملہ بھی بڑھا دیا ہے۔ پورے U.K. میں چالیس تھے اب ڈیڑھ سو ہیں جبکہ پہلے سے بزنس کم ہو گیا ہے۔ ایجنٹ بڑھ گئے ہیں۔ ان میں سے ایک ایجنٹ نے تین لاکھ پاؤنڈ کا default کیا اس کو cover up کیا گیا 'top administration of PIA نے اس کو cover up کیا۔ جب معاملہ کھل گیا cover up کی کوشش کے باوجود تو اب کہتے ہیں کہ ان سے معمولی معمولی قسطوں میں پیسے لیں گے۔

جناب ڈمبھی چیئرمین، شکریہ۔

سینیٹر ساجد میر، میں اس کو ختم کرنے والا ہوں۔ جناب! ایجنٹ بھی بڑھانے اور عملہ بھی بڑھایا۔ ہر بڑے شہر میں محلے کی کثرت ہے۔ میں شہروں کے نام نہیں لیتا میں U.K. گیا ہوں اور اب ایک نئی post لاپکے ہیں Finance Manager جبکہ ایجنٹ اتنے زیادہ ہیں وہ کام کر رہے ہیں۔ فنانس منیجر ہر سٹیشن پر ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایک فنانس منیجر پورے U.K. کے لیے کافی تھا لیکن ہر سٹیشن پر لا رہے ہیں تاکہ اپنے بندوں کو accommodate کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب دوسری انٹر لائن کے کرائے کم تھے ان کے کرائے زیادہ تھے، competition نہیں کر سکتے تھے، مسافر بھاگ گئے۔ اب ان کے بھاگنے کے بعد دوسری انٹر لائن اختیار کرنے کے بعد اب کرائے کم کر رہے ہیں، کیا الٹی پالیسی ہے، کیا الٹی منطق ہے۔ جناب والا! wind up کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ کیا یہی good governance ہے جس کا یہ حکومت دعویٰ کرتی ہے۔ دعویٰ کرتے ہوئے تھکتی نہیں ہے۔ کیا یہی وہ accountability ہے جس کا نام لے کر فوجی حضرات آتے ہیں اور آ کر سیاست دانوں کو کھستے ہیں اور سیاست دان اپنی چمڑی بچانے کے لیے اپنی فائلوں کو دیکھ کر ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ فائدہ کون اٹھا رہا ہے۔ فائدہ یہ نہیں اٹھا رہے ملٹی تو کوئی اور

کھا رہا ہے۔ ابھی کل پلانوں کی بات ہو رہی تھی۔ وزیر اعظم کو کیسے یہ حق پہنچا کہ 47 serving secretaries کو پلٹ دیں۔ کیا ہر serving secretary کو آئندہ پلٹ دیتے رہیں گے۔ کتے پلٹ ہیں اسلام آباد میں؟ یہ accountability ہے۔ یہ good governance ہے کہ جس کے جو جی میں آتا ہے، صدر سے لے کر وزیر اعظم تک، وزیر اعظم سے لے کر پی آئی اے کے چیئرمین تک، نہ کوئی accountability ہے نہ کوئی پوچھنے والا ہے، نہ کوئی بتانے والا ہے۔ پارلیمنٹ میں جو باتیں ہوتی ہیں وہ ہوا میں اڑ کر رہ جاتی ہیں۔ جلب والا میں یہ چاہتا ہوں، میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ وزیر صاحب جیسے کہ ابھی بات ہو رہی تھی، آدھا گھنٹہ نہیں دو گھنٹے بولیں لیکن ہمارے points کا specific جواب دیں general discussion سننے کے لیے ہم نہیں بیٹھیں گے specific جواب دیں اور بتائیں کہ چیئرمین کس کے سامنے accountable ہے۔ یہ ساری چیزیں کرنے کے بعد اس کو کیوں رکھا ہوا ہے۔ کیوں اسے sack نہیں کیا جاسکتا۔ صرف اس لیے کہ he is a blue eyed boy of somebody. صرف اس لیے کہ وہ قوم کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ He should be sacked forthwith اور یہی علاج ہے ان لوگوں کا جنہوں نے پی آئی اے کو نقصان پہنچایا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، سینیٹر بابر اعوان صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب چیئرمین! ایک سیکنڈ مجھے دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی۔

سینیٹر وسیم سجاد، چونکہ یہ بات کل بھی آئی تھی کہ چیئرمین پی آئی اے نے تین سال کی تنخواہ advance لی ہے، آج بھی آئی ہے۔ میرے خیال میں وضاحت بہت ضروری ہے۔ ہم نے verify کیا ہے انہوں نے کوئی تنخواہ advance نہیں لی۔ یہ وضاحت بہت ضروری ہے۔ کل بھی یہ سوال اٹھا تھا اور آج ہم نے خصوصاً یہ پوچھا انہوں نے تنخواہ advance نہیں لی۔ تنخواہ ان کی ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب والا! یہ بات حکومت خود وضاحت کرے کیونکہ یہ

allegation جو گئی تھی وہ حکومتی وزیر کی طرف سے تھی اور انہوں نے آکر on the floor of

the House یہ بات کسی تھی۔

سینیئر و سیم سجاد، بالکل صحیح ہے۔ اسی لیے یہ میں نے verify کیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میانوالی میں تو اثر بیس ہے۔ اثر لائن نہیں جاتی۔ جی بار

اعوان صاحب۔

سینیئر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، شکریہ جناب چیئرمین۔ گزارش یہ ہے کہ یہاں

ایوان کے دونوں جانب کل بھی کہا گیا، Treasury benches سے بھی کہا گیا اور

Opposition benches سے بھی کہا گیا کہ جس issue پر ہم بات کرتے ہیں، اس پر طے شدہ

قسم کے جواب آتے ہیں، وزراء ان کو justify کرنے کی اپنی سی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا اپنا

یہ کام ہے لیکن جس issue کو قومی issue سمجھ کر اٹھایا جائے اس پر response اس طرح سے

نہیں ہوتا۔ اس پر کسی نے کہا تھا کہ

ہم کو شاہوں سے عدالت کی توقع تو نہیں

آپ کہتے ہیں تو زنجیر بلا دیتے ہیں

میں بہت مختصراً چند figures کی طرف آپ کی توجہ چاہوں گا۔ ان میں سے پہلی

figure یہ ہے کہ PIA کے اتنے سارے اہلے جو ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، اس کے

باوجود اور جو پاکستان کے اندر ہیں، آج کی تاریخ میں PIA is under debt اور 22 ارب روپے کا

debt ہے۔

This is number one. I would like to be contradictory from the Treasury benches on this.

دوسری بات۔ سب سے sensitive side، flight safety جو engineering کا

کام ہے۔ اس side سے 350 engineers نکال دیے گئے مختلف وجوہات کی بنا پر اور یہ جو

engineering کا brain drain تھا PIA میں اس کی وجہ سے February 2006 میں I would

like to contradict on this too. February 2006 European Union نے in

writing کہا کہ PIA is not worthy of passengers.

No.3. I would like to be contradicted from the Treasury benches

on the point

یہاں بہت قابل احترام وکلا بھی بیٹھے ہوئے ہیں کہ 135 contracts کے ایسے ملازم نکالے گئے جن کے contract کا عرصہ 8 سے 15 سال کے درمیان تھا and there is a judgement of the Supreme Court جس judgement میں انہوں نے کہا کہ اگر آپ کسی سے تین سال تک کام لیتے ہیں مسلسل اور اس کو نکالتے نہیں تو he shall be deemed to be the employee of this organization.

جناب چیئرمین! آپ کی ساری قوت کے باوجود وزراء کی سرفرہنگی کانفرنس آپ ختم۔۔۔

جناب ڈھٹی چیئرمین، کوئی لاماصل نہ ہو جائے، بس آپ بات کرتے رہیں۔ جی میز continue.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، ہم discuss کر رہے ہیں، آپ کا کیا کریں؟
جناب ڈھٹی چیئرمین، وہ وقت آجائے گا، کیا ہو گا ایک دوسرے کے ساتھ۔ آپ میز continue کریں۔

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: Mr. Chairman, I

would like to be contradicted

کہ حلیے کی بنیاد پر کسی نے اپنی نسبت کے اظہار کے لیے وادی یشرب کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ پر میری ہزار جان قربان، کسی نے داڑھی رکھی ہوئی ہے یا کسی غاتون کا حلیہ اس management کو اپنے concept اپنی پسند، تخیل اور سوچ کی اچھ کے مطابق نہیں لگا اور کسی نے کہا تھا کہ

کہا منصور نے خدا میں ہوں

ڈارون بولا بوزنا میں ہوں

ہنس کے کہنے لگے میرے اک دوست

فکر ہر کس بھر ہمت اوست

I would to be contradicted

کہ یہ 110 لوگ اس charge پر نہیں نکالے گئے۔ I would like to be contradicted کہ so called removal from service Ordinance discipline کی خلاف ورزی کے الزام

پر 200 اور ملازمین

other than the categories which I have already stated before the august House, those have not been removed from their services.

تیسری بات 'جہازوں کی خریداری' this is a very important issue ہم نے سینیٹ میں اپوزیشن کی طرف سے ایک سوال جمع کرایا اور اس سوال کا جواب ہمیں یہ دیا گیا، لکھ کر کہا گیا کہ اس میں آپ کے ذاتی خیالات شامل ہیں۔ سوال بڑا سیدھا تھا کہ جو جہاز ہم لے رہے ہیں lease کے جس rate پر، آپ کے record پر figures موجود ہیں۔

the office is here, the secretariat is here. Please check it and contradict it. I am signatory of that question. I brought this question from foreign jurisdiction for the consumption of this House and unfortunately, it was not put into the list at all and the letter privately, which was provided over to me was like this which I have already read.

خریداری کی بجائے lease پر، اس قیمت پر اور اتنے کمیشن کے ساتھ جہاز لیے گئے، کچھ ملکوں میں کمیشن جائز بھی ہے اور ایک ایسے ملک کا انتخاب کیا گیا، جہاں سے کمیشن مل سکے اور lease پر اتنے پیسے دے دیے گئے کہ جتنے میں اس عمر کے جہاز، جو اتنے hours کی flying کر چکے ہیں، وہ جہاز اس سے سستے مل سکتے تھے۔

I would like to be contradicted from the government side on the Treasury Benches on this point. Now Mr. Chairman,

دو تین اور گزارشات میں مختصر کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ جہاز والا پھر۔۔۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: میں آپ کو ابھی سیکریٹری صاحب سے

detail دلوا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی بالکل، تاکہ کل جب summing up ہو تو اس کا جواب

تیار کر لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، اور دوسرا کہا یہ گیا کہ ہم PIA میں

corporate culture لا رہے ہیں اور corporate culture کا بنیادی اصول corporate

accountability ہے، corporate احتساب

I would like to know from the Treasury Benches that what is the system of accountability with this gentleman who is the Chairman could he be called, he can be held accountable, he can be prosecuted and he can be punished if some wrong is found there because

یہ وہ صاحب ہیں جن کے بارے میں بہت آسانی سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ تیل والا شخص، آجکل PIA کو تیل دینے میں مصروف ہے۔ میں اگلی بات۔۔۔

Mr. Deputy Chairman: You have got one more minute Babar

Awan Sahib.

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: I will finish in one

more minute

جناب چیئرمین! میرے دوست پروفیسر صاحب پلاٹوں کی بات کر رہے تھے، اس ملک کو معلوم ہے جس طرح کی کالونیاں بن رہی ہیں کہ پلاٹ سفید بیورو کریسی کے لیے رہ گئے یا غامبی بیورو کریسی کے لیے رہ گئے باقیوں کے لیے یہی گیا کہ

زندگی اپنی جو اس طور سے گزری غالب

ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

Very serious issue of PIA which I would like to point out is inter

alia what I have already said Mr. Chairman,

کہ جو PIA کے کپتان اور عملے کے لوگوں کے بارے میں جنہوں نے آٹھ آٹھ بارہ بارہ اور چودہ چودہ گھنٹے کی flights کرنی ہیں، ان کے بارے میں یہ خبریں چھپ چکی ہیں کہ وہ drunken حالت میں جہازوں کے اندر آئے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا corporate culture یہ کہتا ہے کہ PIA کی بجائے کپتان صاحب پی کے آئیں۔

(ڈیک بجائے گئے)

آخری گزارش keeping in view your mood and time Mr. Chairman یہ ہے۔ میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ اگر پی آئی اے میں خسارہ ختم کرنا ہے اور اسے منافع بخش بنانا ہے تو آپ consultants خارج کریں اور پی آئی اے cadre سے پی آئی اے کے اندر سے چیئرمین لگائیں۔ بچت کا آغاز ہوگا اور خسارہ ختم ہو جائے گا لیکن آخری بات جس طرح کاروبار مجھے لگ رہا ہے اس پر میں یہ کہوں گا کہ

شرمندہ انہیں اور بھی اے میرے خدا کر
دستار جنہیں دی ہے انہیں سر بھی عطا کر

شکریہ

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Senator Raza

Rabbani! you will take the floor now.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: Actually, the Leader of the Opposition had to take a start.

(Interruption)

سینیٹر احمد علی، جناب! کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ کس جہاز کے بارے میں بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، انہوں نے کہا ہے کہ میں سوال دوں گا، وہ اطلاع دیں گے۔

راجہ صاحب ان سے انفارمیشن لے لیں۔ جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے

مجھے یہ موقع دیا۔۔۔۔۔

(مداخلت)

POINT OF ORDER

MEDIA BRIEF FROM PIA

سینیٹر میاں رضا ربانی، احمد علی صاحب! ذرا مہربانی فرمائیں۔ آپ کی وابستگی ہمیں چاہیے لیکن بھر بھی جناب چیئرمین! یہ ایک نہایت ہی عجیب و غریب چیز ہوتی ہے۔ اس سے پہلے کہ میں پی آئی اے کے مسئلے پر جاؤں، میں سمجھتا ہوں کہ شاید میری زندگی جو پارلیمنٹ میں رہی ہے اس میں پہلی بار میں یہ چیز دیکھ رہا ہوں اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ جو حرکت ہوتی ہے یہ constitute کرتی ہے،

a breach of privilege of the entire House and I reserve my right and the right of the combined Opposition and I am quite sure of the members of the treasury as well to move a privilege motion in this regard.

Mr. Chairman, the Senate is seized of a matter and that is to discuss the role of PIA and we have a very strange phenomenon taking place that before the debate of the Senate can commence, in the press gallery, it is circulated Mr. Chairman, and here it is Pakistan International Airlines, subject, PIA Media Brief for Senate Session, Islamabad 20-01-2007.

جناب چیئرمین! یہ کبھی نہیں ہوا کہ کوئی ادارہ pre-empt کرے کہ سینیٹ کے اندر کیا بحث ہوتی ہے۔ ان کا باطل حق ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب فضول ہے کہ کوئی بھی منسٹر آکر wind up کرے کیونکہ پی آئی اے کا point of view ہمارے سامنے آچکا ہے۔ یہ پہلی

دفہ اس پارلیمن کی تاریخ کے اندر ہوا ہے کہ کوئی autonomous body یا کوئی سرکاری ادارہ پارلیمن کی debate کو اس طرح pre-empt کرے۔ میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! یہ پورے ہاؤس کا privilege breach ہوا ہے۔ نہ صرف ہمارا جو اپوزیشن میں ہیں بلکہ Treasury Benches کا بھی اور بالخصوص اس منسٹر کا جو Minister Incharge ہے جس نے wind up کرنا ہے۔

جناب چیئرمین! اب اس بحث کا کیا حاصل اور فائدہ ہے جب پی آئی اے کا brief already press کے پاس circulate ہو چکا ہے۔

Are we fools that we have spent our time here today to debate. Was the Government a fool to call the people all the way from Karachi for the last two days, to waste the tax payers money, to have a briefing of their Senators today with the PIA.

جناب چیئرمین! اگر یہی کرنا تھا اگر PIA کے سامنے سینیٹ کی یہی وقت ہے تو پھر اس debate کو wind up کر دیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اب کوئی فائدہ ہے۔ اگر پاکستان کے سب سے بڑے ہاؤس کو اس طرح ذلیل کرنے پر اتر آئیں تو پھر پیچھے کیا جیتا ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ایسی صورت حال میں یہاں پر پورے ایوان کی بے عزتی کی گئی ہے، آپ کی بے عزتی کی گئی ہے، Minister Incharge کی بے عزتی کی گئی ہے، یہاں پر ہر ایک فرد کی بے عزتی ہوئی ہے جب کہ یہ brief circulate کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! اسی صورت حال میں متحدہ اپوزیشن اس ہاؤس میں بیٹھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ This is an insult to the House and it is an insult across the floor.

سینیٹر پروفیسر غور شید احمد، جناب چیئرمین! کبھی ایسا نہیں ہوا۔

Senator Mian Raza Rabbani: This just shows how rich and

powerful bureaucrats can treat this House in the greatest of disdain. No more discussion on it until and unless Mr. Chairman, strict strictures are passed against the PIA by the Chair and strict notice is taken, we will not come back to this House.

(اس موقع پر متحدہ اپوزیشن ایوان سے walk out کر گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، Leader of the House و سیم بھلا صاحب دیکھ لیں۔

جناب محمد وصی ظفر، جناب چیئرمین! یہ پارلیمانی practice ہے، انہوں نے defend کرنا ہے، انہوں نے آگے Government benches کو briefing دینی ہے، انہوں نے floor پر جواب نہیں دینا۔ یہ روز کی practice ہے، اس میں کوئی بات ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ دیکھیں! ایک تحریک آئی ہے اور اس کا گورنمنٹ نے جواب نہیں لیتا اور floor پر نہیں دینا اور اس کو open debate کے لیے ممبران میں تقسیم نہیں کرنا ہے۔ سینیٹ میں تو PIA کا چیئرمین نہیں آنے کا۔ جو ان کا نظر نگاہ اور نظر نظر ہے وہ لکھ کر دیں یا ویسے دیں، یہ ان کا right ہے۔ یہ ایسی کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں ہے۔

This is very much parliamentary practice.

جناب ڈپٹی چیئرمین، کامل آغا صاحب، آپ چونکہ ان چیزوں کو دو دنوں سے follow کر رہے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! یہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس میں ان کا objection یہ ہے کہ انہوں نے media کو advance briefing دے دی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، Media کو circulate کی ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، ہم دیکھتے ہیں کہ اصل معاملہ کیا ہوا ہے، ویسے یہ ہونا نہیں چاہیے تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ہاؤس کی جو کارروائی ہوتی ہے اس کے متعلق وہ جو گیدی میں پٹھے ہونے ہیں انہوں نے خود دیکھنی ہے لیکن اگر انہوں نے Senators کو جو briefing دی ہے اور اس کے متعلق کوئی رپورٹ دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ PIA کا محکمہ

طور پر حق ہے کہ وہ media کو اس briefing کی کارروائی یا اس کے متعلق اپنی کوئی رپورٹ یا کوئی press release دے سکتے ہیں، ان کا right ہے، وہ ایک محکمہ ہے جو کہ independent corporation ہے۔ اس کو حق ہے کہ وہ اپنا موقف media کے سامنے پیش کرے۔ اس کو sort out کر لیتے ہیں کہ اصل حقائق کیا ہیں، انہوں نے کیا دیا ہے، میرے پاس وہ paper نہیں ہے اور نہ قائد ایوان صاحب کے پاس ہے۔ وہ رضا ربانی صاحب کے پاس ہے۔ ابھی ہم دیکھ لیتے ہیں اور اس کے بعد پھر اپوزیشن سے بھی بات کر لیتے ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Do you and Leader of the House want the House to be adjourned for ten minutes?

Senator Kamil Ali Agha: No, no.

Mr. Deputy Chairman: You want to continue.

سینیئر کامل علی آغا، آپ ہماری طرف سے ہاؤس کی کارروائی جاری رکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وقار صاحب please احمد علی صاحب۔

سینیئر احمد علی، جناب! مجھے اجازت دیجیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی احمد علی صاحب! please take the floor. Please,

on speaker کریں۔

سینیئر احمد علی، میں رضا ربانی صاحب کی بڑی عزت کرتا ہوں لیکن اتنی بات کو اتنا

issue بنا لینا، کل سے debate ہو رہی ہے کہ یہ خراب ہو گیا، وہ خراب ہو گیا، یہ خراب ہو گیا۔

جناب والا! میں نے دیکھا ہے کہ وکیلوں کا کام ہے کہ وہ ہر چیز کو ایسا پیش کرتے ہیں کہ

پھانسی نہیں ہو گی، تمہیں بچا کر لے آئیں گے تو یہ ان کا کام ہے کہ غلط کو بھی justify

کریں تو یہ justify کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جب یہ احساس ہو گیا۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی، جی۔

سینیئر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھسیم، قائد ایوان وکیل بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔

سینیئر احمد علی، جناب! expunge کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی، جی، Ok.

Senator Justice (Retd.) Abdul Razzaq Thahim: He should not condemn the class as it is, you can say whatever you want?

جناب ڈپٹی چیئرمین، صحیح۔

سینیئر احمد علی، جناب! بس کر دیں۔ سوال یہ پیدا ہو رہا ہے کہ آج ان کو defend کرنا تھا۔ جناب! یہ بات کر لیں یا میں بات کر لوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی، please احمد علی صاحب کو سنیں۔

سینیئر احمد علی، جی، میں بیٹھ جاتا ہوں، آپ بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، احمد علی صاحب! please, take the floor.

سینیئر احمد علی، Thank you جی۔ ہم نے کل بھی سنا کہ PIA پر بے انتہا

allegations لگائے گئے۔ سب سے بڑا allegation یہ تھا کہ Chairman PIA کی salary 10

لاکھ روپے ہے۔ دوسرا یہ تھا کہ تین سال کی advance salary لے لی۔ جناب! یہ بات بھی سننے

میں آئی کہ انہوں نے ملک سے باہر لے لی۔ ٹھیک ہے، ہمارے شیر انگن صاحب کا اپنا

knowledge ہے جو انہوں نے کہا کہ ایسا ہے لیکن میں categorically اس کو floor پر

deny کرتا ہوں، ایسا کوئی نہیں ہے۔ PIA ایک corporation ہے، ایک corporation کی

balance sheet ہوتی ہے، اس balance sheet کے اندر ہر چیز black and white میں آتی

ہے۔ اس کو auditors certify کرتے ہیں، chartered accountants ہوتے ہیں، اس کے

بعد وہ balance sheet public میں circulate ہوتی ہے۔ کیا یہ possible ہے کہ آپ اس

میں سے salary کو بالکل غائب کر دیں، یہ possible نہیں ہے، یہ خواہ مخواہ کا allegation تھا

جو انہوں نے لگایا اور اس کو چلایا۔

دوسرے چھوٹے، چھوٹے allegations تھے کہ PIA کے جہازوں میں engines اس

قسم کے لگے ہونے ہیں جو زیادہ fuel consume کرتے ہیں، ان کو change کیوں نہیں کیا

کیا۔ کچھ ایسے jets PIA میں موجود ہیں جو Hong Kong کی airline Cathay Pacific سے لیے گئے تھے، اس میں Rolls-Royce کے engines لگے تھے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ Rolls-Royce کے engines کو نکال لیا جائے اور general electric engines وہاں fit کر دیے جائیں۔ یہ Government کے decisions ہوتے ہیں، انہوں نے جس حالت میں جہاز لیے، وہ اس حالت میں تھے تو وہ اسی حالت میں ہی چلیں گے، اس کا سوال یہاں نہیں آتا۔ You cannot do anything, engineering کی history میں ایسا نہیں ہوا کہ Rolls-Royce نکال کر اور اس کی جگہ general electric کے engines fit کر دیے گئے۔ پھر وہ بھونے، بھونے issues پر آتے ہیں کہ PIA نے ایک lift بنائی ہے، وہ lift Chairman کے ساتھ بھٹ پر جانے گی۔ جناب والا! Government بار بار یہ کہہ رہی ہے کہ کچھ ایسے لوگوں کو بھی نوکری دیں جو معذور ہوں۔ جب معذور لوگوں کا ذکر آنے کا تو PIA میں تو کوئی lift ہے ہی نہیں اور آپ معذوروں کو اوپر جانے کے لیے یہ کہیں گے کہ سیزھی سے چڑھ جائیں۔ ان کو کچھ نہ کچھ facility دینی ہے تو اگر چار آدمیوں کی lift بنالی گئی تو اس میں کون سا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ Ramp کی بات کرتے ہیں، ظاہر ہے جب وہ wheel chair پر ہوگا تو اس نے ramp پر جانا ہے، وہ ایسے سیزھی چڑھ کر نہیں جاسکتا۔ یہ سارے allegations ہیں۔ ایک allegation یہ ہے کہ stickers on the tail of the end بہت بڑا issue ہے۔ جناب! 28000, 28 sub-million یا Euro 28000 کا لگا دیا گیا۔

جناب والا! دنیا میں صرف ایک واحد company اس کام کو کرتی ہے اور جو Dubai میں base کرتی ہے، اس سے technology خریدنے کے لیے اور پہلے jet پر لگانے کے لیے اس کو یہ پیسے دیے گئے۔ اب PIA خود اپنے ہاں اس کو لگاتی ہے جس پر خرچہ 5 لاکھ اور اڑھائی لاکھ آتا ہے۔ جناب! technology لینے کے لیے آپ کو کچھ نہ کچھ تو خرچہ کرنا پڑتا ہے۔

اس کے بعد پھر Engineering Department کی بات کر رہے ہیں کہ Engineering Department میں اتنے لوگ فارغ کر دیے گئے۔ جناب! کوئی اپنے اچھے آدمیوں کو فارغ نہیں کیا کرتا، conditions ہوتی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، راجہ صاحب! یہ special sound effects آنے لگ گئے ہیں۔ نہیں، ہم اتنا جلدی کرنے والے نہیں ہیں۔ جی please, continue کریں۔

سینیٹر احمد علی، جناب چیئرمین! again کہتے ہیں کہ renovation of the office میں پیسے خرچ کر دیے گئے ہیں۔ جناب! وہ ہمارے زمانے کا زمانہ ختم ہو گیا ہے، آج کل corporate culture ہے، corporate culture میں ضروری ہوتا ہے کہ اپنی چیزوں میں daily changes کی جاتی ہیں تاکہ وہ نئی سے نئی picture دیں اور eyes attract کریں۔ اگر اس نے اپنا office بنایا تو ظاہر ہے وہاں پر international لوگ بھی آتے ہیں، وہاں پر delegations بھی آتے ہیں۔ اس سب کو show put up کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ کچھ اپنا show get up کریں۔ آپ نے PIA کی حالت دیکھی ہے۔ PIA کے دفتر کے باہر airconditioned کے پائپ لٹک رہے ہیں۔ اتنی بڑی airline اور اس کی یہ حالت۔

جناب والا! یہ سارے charges کہتے ہیں کہ باہر کی air hostesses کو رکھ لیا گیا اور ان کو higher salary دے دی گئی ہے۔ جناب والا! میں آپ سے question کرتا ہوں۔ اگر کل Emirates یہ decide کرے کہ وہ پاکستان کی air hostesses نہیں رکھیں گے۔ کل یہ سعودی عرب decide کرے کہ وہ air hostesses نہیں رکھیں گے تو پھر کیا ہوگا؟ آپ اتنے مھوئے ذہن کے کیوں بنتے ہیں۔ آپ کو سمجھ نہیں آتی کہ international route پر جاری ہے تو آپ وہاں دنیا کے لوگوں کو رکھیں گے تاکہ دنیا کے لوگ آپ کو بھی رکھیں۔ آپ تو اپنا حق منوارہے ہیں لیکن ان کا حق ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

جناب والا! international routes پر جاتے ہیں تو languages کا problem ہوتا ہے اور اس کے اندر یہ چیزیں کرنی پڑتی ہیں۔ جناب والا! میں ان کی absence میں کیا بات کروں اگر وہ ہوتے there are so many issues تو میں ان کا ایک ایک کر کے جواب دیتا۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much Ahmad Ali

Sahib. Senator Waqar Ahmed Khan please take the floor.

Senator Waqar Ahmed Khan: Thank you Mr. Chairman,

the question is not what the Chairman PIA is doing? Whether he is putting an elevator, whether he is putting the tail stickers or whether he is renovating his office. Question is do we need to take certain steps? At a time like this when the company is running in deficit. We have a 22 billion rupees deficit, accumulated deficit on the balance sheet. Yet, we are doing these ginger bread cosmetics to uplift certain things.

Now, I don't have an axe to grind with anybody. I believe PIA is a good ambassador from Pakistan. Its a pride and joy for all of us. The motto of the airline is "great people to fly with" and I for one and I think all the treasury benches and the opposition would love to and all the Pakistanis would love to see PIA is soaring in the friendly skies. Now, I do not wish to point fingers but I have some suggestions that I would like to propose in order for PIA to be more efficient in its management strategies.

جناب ڈپٹی چیئرمین، ولی بادیٹی صاحب! وہ مشورے دے رہے ہیں PIA کو
 کارآمد بنانے کے لیے 'effective بنانے کے لیے' 'efficient بنانے کے لیے' take off and
 landing صحیح کرتے ہوئے، اچھے خوبصورت لوگ employee کرنے کے لیے، بہت سے وہ
 صلاح مشورے دے رہے ہیں۔ ذرا ادھر دھیان دیں۔ Please طارق عظیم یہ ذرا نوٹ کریں
 please carry on. absence of Kamil Agha Sahib.

سینیٹر وقار احمد خان، طارق صاحب کو کہیں کہ قسم نکال لیں ذرا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہم سیاستدان criticise تو بہت کرتے ہیں۔ جب
 we should value them. suggestions آئیں تو

سینیٹر وقار احمد خان، لیکن by the way اچھی احمد علی صاحب نے کہا engines

change نہیں ہوتے۔ جہازوں میں configuration ہوتی ہے کہ

you can put in Pratt and Whitneys or G-E. or Rolls-Royce engine and you can change them as you please. So, that is wrong and i don't think you should come out with these kind of suggestions. Let me highlight some of the issues. Now, let me take you to the total revenues PIA generated in the calander fiscal years of 2005. They had approximately a total revenue of 57 billion. 41% of that 57 billion was allocated for the fuel consumption. Total loss in the year 2005 was approximately 5 billion or 4 billion rupees.

Comparatively when you look at 2006 we have a 70 billion revenue, an increase of 13 billion. 47% was allocated for the fuel cost which equates to about 33 billion rupees when you take percentage of the total revenues. So, how much increase of 10 billion in the fuel cost. Revenues increased by 13 billion. 6% increase but they lost 12 billion rupees. Something is missed but I read in the schools was that two plus two is four, two plus two is not twenty two. That is what I think is happening here. They need to have good accountants on board who can follow up the books, do a proper analysis of the cash flow statements, have proper balance sheets done and make sure that they analyse in a pre-budget cash flow statement. What the expense is going to be and how can they curb it.

Now there was an issue raised. I just give you suggestion that you need to have a better book keepers to manage your books because 6% difference does not equate to and my books do not equate to that kind

of variation. Now total losses, you look at it, are 22 billion -accumulated losses. When the Chairman took over two years ago I think, I could be wrong the balance sheet showing a profit of about 4 or 5 billion rupees. So that profit was also eroded and now you have on the books 22 billion rupees as a loss. The total debt on the balance sheet is about 15 to 16 billion rupees. They have better figures. There was, by the way, briefing held today. I am a member of the treasury benches and I was not invited to that meeting. I don't know why? The Leader of the House is sitting here, the Minister Incharge is sitting here, may be they were trying to hide some facts from me or what, but I take it as an offence that being a member of the treasury benches I was not invited or called to that meeting because I think they are afraid of hiding certain facts and they are afraid that somebody who will pierce the corporate veil and see through and go through the facts and will be able to identify who the culprits are. Now if you look at the balance sheet, the total assets along with the accumulated losses, the total debt we have a technical knock out of the balance sheet. They are seeking a sovereign guarantee from the Government of Pakistan which I think should not be given. They need to reorganize their debts. They need to file chapter 11 and this company was in United States of America, there will be a reorganization taking place and there will be a chapter 11 on this company. Now we don't want this for PIA. What we want for PIA, we want it to prosper, we want it to be successful.

اس کے پاس اتنی captive market ہے جو کسی Airline کو نہیں ملتی۔

the roots that we have, are so profitable that I don't see a reason why we

are not making money. Now maintenance is a serious concern and a serious issue, I hope Tariq Sahib is taking notes of all these things.

Mr. Deputy Chairman: He takes so many notes in a day.

Senator Waqar Ahmed Khan: But these are important because you gave him a directive. Now I highlight some issues, maintenance is a major issue and I think what we need to do is spend our money wisely on the upgradation, maintenance of the planes, we need to buy new planes so that we can upgrade our fleet and the fleet that we have, the Tripple-7 we have, we should maintain, I mean we should not ground them. The planes are constantly grounded. Planes are not being maintained. Planes are not being utilized in the most efficient manner during the Haj season, the flights were delayed for 12 hours yet there was no management personnel to console the people sitting on the airport - the Hajis and our people are very patient, believe you me and they are not misbehaved on a Jeddah Airport, holy land but the laws are very strict yet they were forced to take aggressive steps. I received a call from Jeddah

کہ 12 گھنٹے ہو گئے ہیں لیکن یہاں PIA کا کوئی بندہ ہی نہیں ہے جو آ کر بتانے کہ وجہ کیا ہے۔ جب پتا چلا کہ جی ایک flight جو ہم نے لی تھی وہ پشاور میں grounded ہے ایک flight کہیں اور grounded ہے تو آپ آ کر حاجیوں کو بتادیں کہ یہ problem ہے۔

I mean this is a communication gap.

جناب ڈپٹی چیئرمین، تو عملی طور پر ہمیں احساس ہوا کہ ہر چیز کو اللہ چلاتا ہے۔ سینیٹر وقار احمد خان، آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ پچھلے دنوں میں نے یہ بات اخبار میں پڑھی اور میرے خیال میں اس میں کچھ معزز اراکین سینیٹ اور کچھ وزیر بھی تھے۔

They noticed that there is a smoke in the cabin in a flight coming from Lahore to Islamabad. The pilot, I can't understand the moment, there is a problem, there is a standard protocol, you should land immediately at the station where you took off from. It took him 20 minutes to make that decision. There were 200 people on that aircraft. Pilot might have a death wish on his head, pilot might think that he is a guroo or wizard that he can contain or curtail all these issues but what about those 200 people, whose responsibility lies on their head. These 200 people were somebody's father, somebody's husband, somebody's son,

کسی کی ماں، کسی کی بہن، کسی کا باپ اور کسی کا بھائی

what about them. There was no sense of responsibility towards them.

There was no rebound. 20 minutes

There was an incident like - اگر جہاز کو آگ لگ جاتی ہے اور جہاز explode ہو جاتا ہے۔
 Swiss Air's Aircraft smoke جب this in America کی وجہ سے explode ہوا اور
 سارے passengers جو تھے they all died. جناب چیئرمین صاحب! آپ کی بات بالکل صحیح
 ہے کہ اس کو اللہ ہی چلا رہا ہے اور اللہ ہی بچا رہا ہے۔ میری توجہ صرف اتنی ہے، میری خواہش
 صرف اتنی ہے کہ آپ management کو reorganize کریں۔

I have nothing to add, Mr. Chairman, although he is, right now, not in the country, I was let to believe he is travelling outside, when he should be sitting here, he should be sitting 24/7 in his headquarters working, coming out with solutions, with answers, with problems solving answers

کہ میں نے PIA کو کس طرح debt burden سے نکالنا ہے، کس طرح میں نے revenue generate کرنا ہے، کس طریقے سے میں نے اس کو reorganize کرنا ہے؟

This is what needs to happen and I take a serious offence of the fact that

there was a press release issued today when this debate has to be taken place today, this is not all. I have been a Member of the Senate, this is my 4th term,

وسیم سجاد صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ I have never seen it like this۔

دوسری بات یہ ہے۔ I am not pointing and I am not saying کہ آپ routes

نہ چلائیں۔ I will give you an example. ذیرہ اسماعیل خان سے میرا تعلق ہے۔ وہاں پر

انپورٹ بھی ہے اور PIA نے وہاں پر اپنی flight operation بند کر دی ہے۔ The reason

وہاں کہ they gave was that revenue is not enough. No, I know for once

to get on board on a flight to Islamabad. passengers waiting list پر ہوتے تھے

اگر ایسی صورت حال میں آپ ایک profitable route کو بند کرتے ہیں۔

Just because Dera Ismail Khan happens to be a remote part of Pakistan, just because there is no Minister from Dera Ismail Khan, just because the Leader of the Opposition Maulana Fazal-ur-Rehman doesn't raise the voice in the House for DIK. Just because DIK is in the remote part of Pakistan.

اس لیے وہاں پر آپ flight operation روک دیں گے۔

You want to deprive the people of small province and a small district.

Let us come back to the other issue, there are two hotels, that are held by PIA, Roosevelt Hotel, Scrabe Hotel in Paris. Now, those two hotels in my opinion, their values exceeds a billion dollar. Now what they can do and it is a suggestion, they can raise money against those assets to the very liquid assets and those are, thanks God, not in a dire state because there was a proper management company running the operations, they can raise money against those operations and lend it to the PIA

تا کہ ان کی operation smoothly ہو سکے۔ جو debt burden پر ہے، جو ان کا loss ہے
Rs. 21 billion almost approximately 350 million dollars, they need to cover
it somehow.

جناب چیئرمین صاحب! اس کو reorganize کریں۔ ان کو بتائیں کہ اس کو
reorganize کریں۔ Proper Accountants بطحائیں اور Airlines کی maintenance
کریں۔ دیکھیں Airline is a service industry, service industry میں اگر آپ service
provide نہیں کریں گے، What is in the service industry? Basically safety,
comfort and timing, all three things are being not looked at properly.....

کھلی مچی ہوئی ہے سینٹ میں کچھ نہیں آ رہی ہے۔

Mr. Deputy Chairman: No, we are looking at that paper.

Senator Waqar Ahmed Khan: My recommendation is this, I
am part of the treasury benches. I would love to see and I think everybody
loves to see PIA making a profit, PIA being successful and I would like to
be proud of PIA but this is not the way to do it. We need to look at and
take more aggressive steps and we need to see how we can generate
revenues and make it more cost effective. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Kamil Ali Agha
Sahib, please..

سینیٹر کمال علی آغا، جناب چیئرمین! میں بڑی مؤدبانہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ جو
ایسی رضا ربانی صاحب نے معاملہ point out کیا کہ میڈیا کو briefing دے دی گئی ہے in
advance دے دی گئی ہے، ان سے متعلق ایک ابہام ہے۔ PIA کے میڈیا ڈیپارٹمنٹ نے یہ
ایک brief دیا ہے کیا briefing دی ہے؟ سینیٹرز جو کہ treasury کے ہیں، ان حکومتی ارکان کا
حق ہے کہ اگر اپوزیشن کی طرف سے issue raise کیا جاتا ہے تو اس پر ہم ڈیپارٹمنٹ سے اس

کو defend کرنے کے لئے briefing لے سکتے ہیں۔ اکثر اوقات اس ہاؤس کے اندر precedence موجود ہے کہ اگر اپوزیشن کو کسی محکمہ کے متعلق briefing ہم نے offer بھی کی ہے، ڈیمز کے اوپر، واپڈا کے اوپر briefing کے لیے ہم نے اپوزیشن کو offer کیا۔ کئی اپوزیشن کے ممبران وہاں پر آنے اور انہوں نے اس briefing میں حصہ لیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صحت مند اقدام تھا جو ہم نے کیا۔ ہم نے خود arrange کیا، اپنے ممبران کو اس میں مدعو کیا اور ان لوگوں کو جو لوگ ان issues پر بولنا چاہتے تھے PIA کی طرف سے brief کروایا۔ یہ ہمارا حق تھا۔ ان کے محکمے کی طرف سے یہ advance briefing نہیں دی گئی۔ یہ میڈیا کو انہوں نے briefing کے متعلق brief کیا ہے کہ وہ پاکستان کے میڈیا کو یہ بتا سکیں کہ ان کے محکمے کے متعلق جو حقائق اس ہاؤس کے ممبران کو جو brief کیا ہے اس پر انہوں نے میڈیا کو بھی brief کیا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ابہام ہے اور غلط فہمی کی بنیاد پر محترم رضا ربانی صاحب نے یہ point raise کر دیا۔ میں نے ان سے contact کیا ہے، ابھی اس lobby میں وہ موجود نہیں ہیں اور غالباً شاید جلدی میں پریس کانفرنس کرنے چلے گئے ہیں۔ جو کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، حالات یہی بتاتے ہیں کہ وہ پریس کانفرنس کرنے گئے ہیں۔

سینیئر کامل علی آغا، میں سمجھتا ہوں کہ صرف points scoring والی بات ہے

حقائق اس میں بالکل مختلف ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، صحیح ہے۔

سینیئر کامل علی آغا، اور یہ ہمارا حق تھا جو ہم نے استعمال کیا اور اس محکمے کا حق تھا کہ وہ میڈیا کو بھی inform کرے کہ کیا حقائق ہیں۔ میرے خیال میں یہ کوشش ہم کرتے ہیں کہ وہ آئیں، یہ ان کی طرف سے یہ خواہش کی گئی تھی یہ issue ان کی طرف سے raise کیا گیا تھا۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ وہ participate کریں اور اگر وہ participate نہیں کرتے مزید ۱۵ منٹ تو میرے خیال میں آج کا اجلاس ایجنڈے کے مطابق جس طرح جاری رہ سکتا ہے، اسے جاری رکھیں اس کے بعد adjourn کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی بالکل۔ جی میڈم پری گل صاحبہ۔

سینیئر آغا پری گل، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو کہتے ہیں کہ سینیئروں کو بلایا تھا میٹنگ میں، ہمیں تو کسی نے کوئی اطلاع نہیں دی تھی۔ نہ ہمیں پتا ہے اس میٹنگ کے بارے میں، جو بات صحیح ہے ہمیں تو کسی نے invite کیا ہے نہ ہمیں میٹنگ کے بارے میں بتایا ہے مگر یہ غلط بات ہے کہ اس طرح سینیئروں کی میٹنگ ہوتی ہے تو تمام صوبوں سے کم از کم دو، دو تو بلانے چاہئیں۔ ہمیں نہ بلائیں ہر صوبے سے دو دو، تین تین بلائیں یہ تو نہیں کہ بس دو تین سینیئر آگئے اور پوری دنیا کا فیصلہ کیا۔ غلط ہے جناب چیئرمین! ہمیں اس میٹنگ کے بارے میں پتا ہی نہیں۔ مجھے افسوس ہوا ہے۔

سینیئر کامل علی آغا، ایک نیا ابہام کھڑا ہو رہا ہے ایسی بات نہیں ہے قطعی طور پر۔ سینیئر آغا پری گل، نہیں ابہام کی بات نہیں ہو رہی ہے۔

سینیئر کامل علی آغا، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جب ایک issue raise ہوتا ہے ہر ممبر کا حق ہے کہ وہ اپنی خواہش بتانے کے لیے briefng لینا چاہتا ہوں میں speech کرنا چاہتا ہوں۔ جن لوگوں نے ہمارے ساتھ contact کیا ہم نے ان کو میٹنگ میں مدعو کیا اور ان کو brief کروایا۔

سینیئر آغا پری گل، جناب! میری بات سنیں contact کیا کرنا جنہوں نے contact کیا۔ کیا مطلب ہے آپ کا۔ آپ نے کسی کو کہا میں تمہارے ساتھ contact کروں۔ اگر آپ ہمیں کہتے کہ جی ہمارے ساتھ contact کرو۔ میٹنگ میں آؤ تو ہم آپ کو contact کرتے اور میٹنگ میں آتے۔

جناب ذمہ چیئرمین، احمد علی صاحب، حمید اللہ جان آفریدی صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیئر آغا پری گل، نہیں میری بات سنیں نا۔ آپ بات کو گول مت کیا کریں۔ یہ تو غلط ہے۔ آپ لوگوں کا طریقہ خود غلط ہے۔ یہ تو غلط ہے اگر آپ آپس میں بیٹھ کر اس طرح meeting کرتے ہیں اور کسی اور کو پتا نہیں۔ یہ بیٹھے ہوئے، بتاؤ، بالکل زور سے،

دیکھیں، یہ کسی کو پتا ہی نہیں ہے اور meeting چار نمبر کمرے میں ہو رہی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، احمد علی! آج صبح بھر رہے تھے ذرا بتائیں۔

سینیئر آغا پری گل، آئندہ پاکستان کے کسی بھی محکمے میں meeting ہوگی تو ہر صوبے سے بھی ممبر بلانا چاہیے۔ اگر آپ نے بھی ایسا کام کیا تو بھالی صاحب ہم آپ کے خلاف ہو جائیں گے۔۔۔

سینیئر احمد علی، بات تو سن لیں، بات تو سن لیں۔ جناب!۔۔۔

سینیئر آغا پری گل، ایک منٹ احمد علی! آپ کو تو خدا کا واسطہ، جب بھی ہم کوئی point raise کرتے ہیں آپ اٹھتے ہیں اور بالکل بیڑہ غرق ہو جاتا ہے۔۔۔
(قمقمتے)

سینیئر احمد علی، یہ آپ اپنی لفاظی تو confirm کریں آپ کس قسم کی language استعمال کرتی ہیں۔ آپ یہ سمجھتی ہیں کہ سینٹ کا کوئی code of conduct نہیں ہے جو مرضی آنے بول دیں۔۔۔

سینیئر حمید اللہ جان آفریدی، آپ لڑائی باہر لڑ رہے ہیں۔ میں کچھ۔۔۔

سینیئر آغا پری گل، نہیں یہ سارے سینیئر کہتے ہیں کہ ہمیں پتا ہی نہیں ہے۔۔۔
جناب ڈپٹی چیئرمین، جو میری اطلاع ہے۔ اس میں مخصوص محکمے نے جو جس منسٹر نے جواب دینا تھا اس کو بتا رہے تھے کہ یہ پوزیشن ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے۔۔۔
(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ کے دونوں ڈیفنس منسٹر نہیں ہیں۔ میں آپ کو بتاؤں، یہ میری جو اطلاع ہے کہ۔۔۔

سینیئر آغا پری گل، مخصوص آپ لوگ جو فیصلہ کرتے ہیں۔ مخصوص لوگوں کے۔
جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم! بات سنیں، آپ کے ڈیفنس منسٹر بھی out ہیں اور State Minister بھی تو next minister ایک کو briefing کرنی تھی کہ یہ سوال انھیں گے

تو آپ تیاری کر کے جائیں۔۔۔

سینیٹر آغا پری گل، چیئرمین صاحب! یہ غلط بات ہے آئندہ اگر آپ ایسے کریں گے تو ہم آپ کا ساتھ نہیں دیں گے۔ جو چار لوگ آپ بیٹھ کر فیصلے کرو گے sorry۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے کہ وہ منسٹری نے، کامل علی آغا صاحب اس پر ذرا confidence میں لے لیں۔

سینیٹر آغا پری گل، نہیں، اس میں کسی سینیٹر کو نہیں بلایا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آرام سے دو منٹ، کامل علی آغا صاحب کو سن لیں کہ یہ کامل علی آغا صاحب کو ذمہ دیا گیا تھا۔

سینیٹر کامل علی آغا، بات تو سنیں نا، انہوں نے بات کر لی ہے اب یہ جواب سنیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی please بتائیے۔ سب کو confidence میں لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، احمد علی صاحب کی پہلے بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، احمد علی صاحب آپ پہلے بات کر لیں۔

سینیٹر احمد علی، جناب! کل یہ جو اتنے سارے issues ہوئے تھے یہ admit ہو گئے تھے۔ میں نے اور کامل علی آغا صاحب نے آکر request کی کہ بھائی کچھ کرو، ہمیں کوئی briefing دو تاکہ کل ہم اس کا جواب دے سکیں تو انہوں نے مجھے respond کر کے بلایا تو آپ بھی آجاتے۔ ساڑھے دس بجے meeting ہو رہی ہے آپ لوگ بھی آجاتے۔ اب یہ تو ایک ایک کو نہیں کہا گیا کہ آپ آئیں، ہم نے کہا کہ یہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اچھا جی، پوزیشن clear ہے۔۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم، یہ coalition گورنمنٹ ہے۔ اس میں

ایک ہمارے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم! تقسیم صاحب کچھ کہہ رہے ہیں۔

سینیئر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھیم، میں پارلیمنٹری پارٹی فکشنل کا لیڈر ہوں۔ مجھے بھی ignore کیا جاتا ہے۔ میں تو کچھ بھی نہیں کہوں گا ہم تو government کو support کرتے رہیں گے۔ مگر coalition partner کو confidence میں لینا چاہیے۔ جب ہمارے بھائی ایک پارٹی سے ہیں۔ لیڈر بھی نہیں ہیں وہ suggestion دیتا ہے تو ہم چار پانچ پیئر یاٹ، فکشنل، ایم کیو ایم اور کیو۔ تو کم از کم پارلیمنٹری پارٹی کے لیڈر کو بلانا چاہیے۔ ہمیں ہمیشہ ignore کیا جاتا ہے۔ میں نے پارلیمنٹری پارٹی میں بھی یہی بات کی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ساتھ لے کر چلیں تو ابھی چیز ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، صحیح ہے۔ سینیئر حمید اللہ آفریدی صاحب، 'پوزیشن clear ہوتی جا رہی ہے۔

سینیئر حمید اللہ جان آفریدی، میں اس کو افسوس کا واقعہ کہوں گا کیونکہ basically کل کی کارروائی میں یہ combined motion move ہوئی تھی اور دونوں طرف کے aisles سے یہ decision آیا تھا کہ unanimously اس پر ایک motion آنا چاہیے اور PIA پر discussion ہونا چاہیے۔ Basically PIA گورنمنٹ کی ایسی organisation ہے جو کہ اس ملک سے تعلق رکھتی ہے اور اس کا ٹریشری مینجیر اور اپوزیشن مینجیر، دونوں کی جانب سے کچھ ایسی مثبت تجاویز اور چیزیں ہمیں مل جاتی ہیں تاکہ اس کو اگر مزید بہتر کیا جاسکتا ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں تھی۔ جیسے کہ پتا چل رہا ہے کہ کوئی briefing دی گئی ہے سیشن سے پہلے، اور کامل علی آغا صاحب نے بتایا کہ PIA والوں نے کوئی circular میڈیا والوں کو issue کیا ہے۔ میری اپنی رائے یہ ہے کہ PIA نے اگر کوئی circular بھی کرنا تھا تو PIA کا اپنا set up ہوگا اپنا office ہوگا۔ اگر وہ ادھر آکر سینٹ میں سے lobbies میں سے یا ہمارے offices میں بیٹھ کر یہاں سے وہ circular کرتے ہیں، یہاں سے سوال اور جواب سن کر تو یہ اتھارٹی افسوس کی بات ہے اور گورنمنٹ کو بھی اس پر stand نہیں لینا چاہیے۔ اگر ان کی کوئی ایسی negative چیزیں ہیں تو they should face اور یہ اس ملک کے

لیے بہتر ہے۔ میری request یہ ہے کہ اگر ہو سکے تو ایک دفعہ اپوزیشن کے پاس جایا جائے اور اس بات پر اتفاق ہونا چاہیے کہ پی آئی اے کو یہاں یہ circular, circulate نہیں کرنا چاہیے لہذا ان کو request کر کے واپس لایا جائے اور اس important issue پر further debate ہونی چاہیے۔ شکریہ۔

سینیٹر وسیم سجاد، میرے خیال میں کچھ وضاحت بہت ضروری ہے۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ اصولی طور پر میں اتفاق کرتا ہوں کہ اگر کوئی بھی formal meeting ہو تو سب کو بلانا چاہیے اور وقت ہو تو بلایا جاتا ہے یعنی آپ کو یاد ہوگا کہ جب dams پر briefing ہوئی تو ہر ایک کو کہا اور بہت سارے لوگ نہیں آئے۔ ہم نے شکوہ بھی کیا کہ آپ تشریف نہیں لائے۔ آج جو ہوا ہے وہ ذرا ہنگامی طور پر ہوا ہے۔ ہوا یہ ہے کہ جب یہ سوال اٹھا تھا اور جناب نے فیصلہ کیا کہ ہم نے پی آئی اے پر بحث کرنی ہے تو پی آئی اے پر بحث کرنے کے لیے آخر briefing چاہیے ہوتی ہے لیکن کون briefing کرے کیونکہ وہاں پر وزیر صاحب بھی موجود نہیں تھے۔ پی آئی اے والے آج صبح کسی وقت تشریف لائے، پتا چلا کہ وزیر مملکت ہے، نہ وزیر ہے تو ہنگامی طور پر انہوں نے آغا صاحب سے رابطہ کیا۔ آغا صاحب کو جو نظر آیا، وہاں جو موجود تھا، انہوں نے کہا کہ آئیں جی briefing ہو رہی ہے کیونکہ وہاں کوئی جواب دینا ہوگا لیکن مقصد کسی کو ignore کرنا نہیں تھا یا کسی کو نظر انداز کرنا کیونکہ مسئلہ ہی ایسا نہیں ہے۔ یعنی پی آئی اے کا معاملہ کوئی ایسا نہیں ہے جس میں کوئی چیز چھپانی ہے یا نظر انداز کرنی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ سب ہنگامی طور پر ہوا کہ بھئی وہ آگئے ہیں، وزیر ہے نہیں، کیا کریں؟ آغا صاحب نے ہنگامی طور پر جو بھی نظر آیا، میں late پہنچا، مجھے فون آیا کوئی کھٹنے بعد کہ وہاں کچھ ہو رہا ہے، میں نے کہا کیا ہو رہا ہے، بتایا گیا کہ وہاں وزیر کوئی نہیں ہے وہاں آغا صاحب اکیلے بیٹھے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی بندہ ہے تو آجائے۔ میں بھی کھٹنے بعد پہنچا تو مجھے بھی پتا نہیں تھا۔ اس لیے جناب والا! یہ اس نظریے سے نہ لیا جائے کہ کسی کو نظر انداز کیا گیا ہے یا کسی کو بتایا نہیں گیا۔ ایسی بات نہیں ہے اور اصولی طور پر میری اور آغا صاحب کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ formal بات ہو، کوئی بات ہو، ہم بیٹھ کر مشورے سے بات کرتے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ یہ میڈیا کو release ہو گیا ہے تو یہ پی آئی اے کے کسی افسر نے کیا ہے، یہ مناسب نہیں تھا لیکن اس میں کوئی غیر قانونی بات بھی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر اس وقت ہم ایوان میں پی آئی اے پر بات کر رہے ہیں، وہاں پریس کانفرنس کر رہے ہیں تو جس وقت ایوان میں بات ہو رہی ہو تو یہ ناجائز ہے، غلط ہے تو پھر پریس کانفرنس کیوں کی جا رہی ہے۔ ہر بات ایوان میں ہونی چاہیے اور پھر اگر آج ہم یہ وعدہ کریں کہ کوئی بات جو ایوان میں زیر غور ہوگی اس کے بارے میں وہ پریس سے بات نہیں کریں گے، OK اس پر ہم سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن یہ دوہرا معیار نہیں ہونا چاہیے کہ ایوان میں motion under consideration ہے آج آنا ہے یا کل آنا ہے، اس سے پہلے کیا press brief نہیں ہوتی، کیا press conferences نہیں ہوتیں؟ تو اگر ہم آپس میں طے کر لیں کہ نہیں کریں گے تو ہم بھی کوشش کریں گے یعنی اگر کوئی غلطی سے کر دیتا ہے تو اس میں تو میرا قصور ہے نہ آغا صاحب کا ہے، نہ کسی اور کا ہے کیونکہ یہ اگر کوئی افسر نا بگھی میں یا اس کو واقعت کا پتا نہیں ہے، کر دیتا ہے تو اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہونی چاہیے لیکن اصولی طور پر اگر ہم یہ طے کر لیں کہ کوئی بھی معاملہ جو زیر غور ہو اس پر ہم press briefing نہیں کریں گے تو میرا خیال ہے ہم سب اس پر اتفاق کریں گے تو اصولی بات کرنی چاہیے۔ ایک اصول طے کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جب قائد حزب اختلاف آئیں تو ان کو confidence میں لے لیں اور ایک نئی tradition قائم کر لیں۔

سینیٹر وسیم سجاد، ایک اور بات یہ ہے کہ ہم نے جو اہتمام کیا تھا کہ آج اس پر ہم بحث کریں گے، یہ کیوں کیا تھا؟ اس لیے کہ دوسری جانب سے پی آئی اے کے بارے میں کچھ شکایات، کچھ تشویش تھی کہ یہ معاملات زیر بحث لائے جائیں اور یہ تحریک اتوا تھی۔ اب تحریک اتوا صرف 135 ملازمین کے بارے میں تھی جن کے بارے میں کل میں نے وضاحت کی تھی کہ ان کو terminate نہیں کیا گیا بلکہ ان کا contract ختم ہو گیا ہے اور کسی کا قانونی یا اخلاقی حق نہیں ہوتا کہ وہ ایک کرتا ہے اور جب وہ automatically by operation of law یا time

ختم ہو جانے تو اس پر کوئی اعتراض کرے لیکن اگر اس تحریک التوا پر بحث ہوتی تو صرف 135 ملازمین کے بارے میں بات ہوتی، ہم نے کہا کہ نہیں چونکہ آپ نے بہت سے issues اٹھانے ہیں تو ہم فراہدی سے آپ کو offer کرتے ہیں کہ پی آئی اے کے تمام معاملات کے بارے میں بات کریں۔ اس میں کچھ باتیں ایسی کی گئیں جو کہ حقائق کے خلاف تھیں اور جن کی وضاحت ضروری تھی مثال کے طور پر آج یہ بات پھر ہوئی کہ چیئرمین صاحب نے تین سال کی advance تنخواہ لے لی تھی، یہ غلط تھا، حقائق کے منافی تھا اور یقیناً کوئی جان بوجھ کر یہاں پر غلط بیانی نہیں کرے گا، لگتا ہے کہ غلط facts feed کیے گئے۔ کئی لوگوں کے motivations ہوتے ہیں کہ وہ غلط facts feed کرتے ہیں تاکہ پارلیمنٹ میں چیز آئے۔ کل سے آج تک ہم سب یہی سمجھ رہے تھے کہ چیئرمین تین سال کی تنخواہ لے گیا ہے۔ چتا چلا کہ یہ غلط ہے۔ پھر ایک بات کسی گئی کہ وہاں چیئرمین کی گاڑی کے لیے کوئی ایسی لفٹ بنائی گئی ہے کہ جو چیئرمین کی گاڑی کو اٹھا کر فرسٹ فلور پر لے جانے گی۔ میں حیران ہوا، ان سے پوچھا، انہوں نے کہا کہ گاڑی کیا وہ تو ایک ramp ہے، ramp وہ ہوتا ہے جس میں ان کی wheel chair گزرنے کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی بالکل۔

سینئر وسیم سجاد، یعنی کوئی لفٹ نہیں ہے وہ پلیٹ فارم سا بنایا جاتا ہے، جس طرح سیڑھیوں کے ساتھ ایک ڈھلوان سا بنا ہوتا ہے تاکہ wheel chair اوپر جاسکے، وہ بنایا گیا ہے۔ اس سے گاڑی اوپر کہاں جانے گی۔ وہ چار فٹ چوڑا ہوتا ہے اور اوپر سے تین فٹ ہو جاتا ہے۔ کون سی گاڑی اس چار فٹ کے ڈھلوان سے اوپر چڑھے گی۔ لیکن یہ بات کی گئی۔ آج اس کی وضاحت ضروری تھی کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ پھر کہا کہ لفٹ لگ رہی ہے۔ لفٹ کا پتا کیا تو کہا کہ ابھی تک وہاں لفٹ لگی ہی نہیں ہے۔ ہاں اس کا پروگرام ضرور ہے۔ چار مسافروں کی لفٹ وہاں پر لگانے کا پروگرام ہے۔ جناب والا! آج کل کے زمانے میں آپ دیکھیں کہ پی آئی اے کے مہمان بھی آتے ہیں، بوڑھے بھی ہوتے ہیں، بیمار بھی ہوتے ہیں، خواتین بھی آتی ہیں، بچے بھی آتے ہیں اگر وہاں کوئی لفٹ لگالی جانے تو کیا حرج ہے۔ ہم روزانہ لفٹ میں

جاتے ہیں تو کیا یہ کوئی بہت بڑی بات ہے۔ کیا یہ بہت بڑا جرم ہے کہ وہاں لفٹ لگے گی۔ وہاں ابھی لفٹ لگی نہیں ہے، لگانی ہے۔ احمد علی صاحب نے اس کی وضاحت کردی ہے کہ tail پر 29 ہزار یورو خرچ ہوئے، صحیح ہے جی یہ خرچ ہونے ہیں۔ کیوں خرچ ہوا ہے؟ جناب والا یہ کوئی عام sign board تو نہیں ہے کہ برش لے کر اس کو paint کر دیں گے۔ یہ جو tail پر paint لگایا جاتا ہے اس کو 50 degree centigrade سے لے 50 degree + تک برداشت کرنا ہوتا ہے۔ جب جہاز ہوا میں اڑتا ہے تو out side temperature can be as low as it could be 50+ پھر ذرا بھی flaking ہو جائے تو اس کا جہاز پر اثر پڑتا ہے flaking سے جہاز میں drag پیدا ہوتا ہے۔ خرچ زیادہ ہوتا ہے because if there is flaking the temperature will go high stickers لگانے گئے وہ کیوں لگانے گئے؟ وہ اس لیے لگانے گئے کہ اگر آپ دیکھیں تو آپ لوگ غوش ہوں گے کہ ہم نے اپنی ثقافت کو represent کیا ہے۔ وہاں پر بلوچستان کا ذکر آتا ہے۔ بلوچستان کی خوبصورتی، بلوچستان کا جو خوبصورت کام ہوتا ہے اس کو tail پر دکھایا گیا ہے۔ سرحد کا خوبصورت کام، سرحد کی دستکاری وہ اس پر دکھائی گئی ہے۔ پنجاب کی tiles ہاں کی جو tiles ہیں پنجاب، ملتان اس کی tiles کو دکھایا گیا ہے تاکہ دنیا دیکھے کہ پاکستان کا ملک خالی terrorism کے ذکر کے لیے نہیں یہ تو بڑا خوبصورت ملک ہے۔ یہاں پر بہت سے مہمبول ہیں، گھستے ہیں۔ یہاں پر پنجاب کی ثقافت ہے بلوچستان کی خوبصورتی ہے، سرحد کی خوبصورتی ہے، سندھ کی ہے۔ ہمارا بہت بڑا culture ہے اس کو وہاں کہیں tiles کے ذریعے، کہیں قالین بافی، یعنی قالین کے نقشے دکھانے گئے ہیں۔ کہیں بلوچستان کے صنوبر کے درخت دکھانے گئے ہیں اور اوپر لکھا ہوا ہے کہیں city of Quetta کہیں city of NWFP تاکہ دنیا کو پتا چلے۔ اس میں خرچ پہلی دفعہ اس لیے ہوا ہے کہ وہاں پر technology transfer ہوتی ہے۔ اس کے بعد پی آئی اے نے صرف ایک جہاز، یہاں خیال تھا کہ پتا نہیں چالیں جہاز paint کیے ہیں، ایک جہاز کیا۔ باقی پی آئی اے خود کر رہا ہے۔ جس طرح احمد علی صاحب نے کہا اس کا خرچ پانچ لاکھ یا اڑھائی لاکھ آتا ہے۔ پاکستان کی تاریخ کو، پاکستان کی ثقافت کو دکھایا گیا ہے۔

جہاز یہاں صرف پاکستان میں نہیں اڑیں گے۔ لندن جانے کا تو لوگ دیکھیں گے، امریکہ جانے کا تو لوگ دیکھیں گے، Morocco جانے کا تو لوگ دیکھیں گے کہ پاکستان بہت خوبصورت ملک ہے۔ وہاں پر خوبصورت کام ہوتے ہیں Handicraft ہوتا ہے اس ساری چیز کی اس کے ذریعے عکاسی کی جا رہی ہے، دکھایا جا رہا ہے۔

جناب والا! ساجد میر صاحب نے آدھی رپورٹ پڑھ دی، آدھی نہیں پڑھی۔ انہوں نے کہا کہ وہاں پر جو آیا ہے کہ پاکستان کی کوئی safety deficiency نہیں۔ اس رپورٹ کو میں نے پڑھا ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہم نے پاکستان کی پی آئی اے سے بات چیت کی ہے اور انہوں نے ایک plan دیا ہے۔ ہم نے اس plan کو منظور کرتے ہوئے کوئی sanction propose نہیں کی۔ یہ بات اس میں لکھی ہوئی ہے۔ وہ آدھی بات تو کر گئے اور پھر واک آؤٹ کر کے چلے جاتے ہیں۔ کوئی چار سال ہونے لگے ہیں کچھ وقت تو ڈیک بجا کر گزار دیا ہے، کچھ واک آؤٹ میں گزار دیا ہے، باقی بچے گا کیا؟

جناب والا! میرے خیال میں اس کا حساب ان سے عوام ضرور لیں گے کہ آپ کو ہم نے نماندگی دے کر بھیجا تھا۔ ڈیڑھ سال آپ نے ڈیک بجاتے گزار دیا اور باقی آپ نے واک آؤٹ میں گزار دیا۔ یہ issues ہم ان کی درخواست پر، ان کے کہنے پر، ان کی demand پر پی آئی اے کو discuss کرنے کے لیے یہاں پر لائے تھے۔ آج ہم یہاں اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں اور انتظار کر لیتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر کیا فائدہ۔ ہم نے آپس میں تو بحث کرنی نہیں ہے۔ اگر نہیں آتے تو پھر اس کو ختم کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہمیں we are waiting since the last 35 minutes.

مینٹیس منٹ سے انتظار کر رہے ہیں۔ میری گزارش سنیں۔

سینیئر کامل علی آغا، صبح کو same agenda چلے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، صبح کو we will continue with the same agenda

and we will adjourn.....

(مداخلت)

adjourment motion 'جناب ڈپٹی چیئرمین، جیسے کہ اس وقت فیصلہ ہوا'

کل نہیں ہونگے، 'Question Hour' بھی نہیں ہوگا۔ we will start with the same

debate

سینیئر وسیم سجاد، نہیں جی ختم کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، قانا کے دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ اپوزیشن کو قائل کریں۔ ان کی دو speeches ہوگئی تھیں۔ اگر ان کو اعتراض کرنا تھا تو پہلی speech پر کر دیتے۔ پروفیسر ساجد میر نے بھی speech کی، بابر اعوان نے بھی کی، پھر جب رضا ربانی صاحب کی باری آئی تو کافذ لے کر پھرنے لگے۔

سینیئر کامل علی آغا، نہیں جی ختم کریں۔ صبح نیا-جینڈا رکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں ابھی بہت سارے speakers رستے ہیں، 'میں صاحب'

مشہدی صاحب، 'امجد عباس - Please one minute and take your seats and decide

this because honourable members, the Leader of the House has summed

up وہ کہتے ہیں کہ let us close this debate. I think without constructive

orientation we are politicising things. We understand it is 2007. مجھے تو نظر آ

رہا ہے کہ بہت سے سینیئر اپوزیشن کے یہاں پر آئیں ہی نہ۔ یہ situation build up کرتے

آ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ Leader of the House and Treasury benches کو ہی

کورم پورا کرنا ہوگا from March onwards

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، Leader of the House نے wind up کر دیا ہے۔

سینیئر حمید اللہ جان آفریدی، جناب والا! میری ایک گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، Personally آپ میں سے کسی نے اگر information

یعنی ہے تو پی آئی اے کی ٹیم سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔ They are available ساری

information دیں گے they are all available وہ جوابدہ ہیں۔ ہماری بلوچی میں کہتے ہیں کہ

ہاتھ ہمارا اور گردن ان کی۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب والا! پچھلے سات آٹھ دن سے ایک adjournment motion ہم نے جمع کروانی ہوئی ہے اور ہر روز یہی پتا چلتا ہے کہ آج آرہی ہے، آج آرہی ہے۔ آج بھی آپ بتا رہے ہیں کہ کل کی کارروائی میں کوئی adjournment motion نہیں ہوگی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کل لے آئیں گے کیونکہ اس debate کی وجہ سے drop کیا تھا اب یہ debate close ہوگئی۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، کل اس کو لے آئیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کل انشاء اللہ اس کو لے آئیں گے۔ Thank you very

much the House is adjourned for Friday at 10 in the morning. کل دس بجے کا وقت ہے، کل جمعہ بھی ہے اور ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔

[The House was then adjourned to meet again on Friday

26th January, 2007 at 10.00 a.m.]